

234

[illegible]

Date

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of .06 P. will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

۱. انگریزی شاعری -

۲. ملٹن -

۳. صدآ (عربی پرنس) - ترجمہ

۴. شکسپیر محزون -

one
wagner and his
Le

MILTON'S
SAMSON AGONISTES
IN URDU

شیمون و سارون

از

عسے چرن صدر ٹائرو و بیٹن انسکٹر مدراس

لاٹوش روڈ لکھنؤ

۱۹۲۴ء

باہتمام سرکار بہادر بالک مطبع

بزرگ بلینک پریس لاٹوش روڈ

مین چھپ کوشایع ہوا

جلد حقوق محفوظ ہیں

طبع اول ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۱۰

مستور

۸۲۱
۶۲۲ م

شمسون محزون

دیباچہ

Ro

یہ سن اگونیٹس مصنفہ ملن شاعرِ جادو بیان انگلستان کا ترجمہ شمسون محزون ایک ٹریجڈی یا شوک نائیک یا ڈراما ہے اندوہ و غم ہے۔ جو کہ پر نصیحت اور اخلاقی تعلیم کیلئے نہایت مفید ہے۔ اس ٹریجڈی میں مذکورہ ذیل اشخاص کا ذکر آیا ہے:-

۱۔ سمون۔ یہ بنی اسرائیل کا ۲۰ سال تک قاضی رہا۔ اس کا تذکرہ مقدس بائبل کی قاضیوں کی کتاب کے ۳۱ لغایت ۱۶ باب میں پایا جاتا ہے اوس سے یہ ٹریجڈی ماخوذ ہے۔ خاص کر اوس کے آخری وقت کا اس میں تذکرہ ہے۔ اوس نے عہدِ خدا کی شرط کو ٹور دیا۔ اس لئے نابینائی اور سخت تکالیف میں گرفتار ہوا۔ آخر کار تائب ہو کر اپنے دشمنوں سے انتقام لیا اور خود بھی اون کے ساتھ ہلاک ہوا۔

۲۔ منوہ۔ یہ بنی اسرائیل کے قبیلہ دان کا ایک بزرگ شخص اور شمسون کا باپ تھا۔ اس کی اولدی پر رحم کھا کر خدا سے کریم و رحیم نے اسے ایک فرزند عطا فرمایا جس کا نام اوس نے شمسون رکھا جس کے شمس معنی ہیں۔

۳۔ دلیلہ۔ یہ ایک فلسطی قوم کی عورت تھی۔ یہ وہ قوم تھی جو کہ بنی اسرائیل کی سخت دشمن تھی۔ شمسون اوس پر عاشق ہوا اور آخر کار اوس سے اپنے نکاح میں لایا۔ یہی عورت اوس کی تحریب کا باعث ہوئی اسی نے فلسطیوں سے ۵۵ ہزار روپیہ لے کر اوسے گرفتار کروایا۔ اونہوں نے اوس کی آنکھیں نکال ڈالیں اور قید خانہ عام میں رکھا۔ جہاں اوسے چکی پیسنے کا کام دیا گیا۔ اسی حالتِ زار کا بیان اس ٹریجڈی میں ہے۔

۴۔ حرافہ یا حرقہ۔ یہ ایک فلسطی قوم کا پہلوان ساکن جات یا گات تھا۔ یہ ایک فرضی شخص ہے۔ بائبل میں اس کا تذکرہ کہیں نہیں ہے۔ حرافہ کے معنی یہ زبانِ عبرانی یو یا یوہیکل یا پہلوان قوی ہیکل ہے۔

۵۔ ایک افسر۔ یہ شمعون کو رد و قرح کے بعد فلسطیون کے جلسہ میں لے جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان اوس کی لختیک کیجائے۔

۶۔ قاصد۔ یا خبر لانے والا۔ یہ فلسطیون اور شمعون کی ہلاکت کی خبر وحشت اٹلاتا ہے۔
۷۔ اجباب۔ یہ شخص قبلہ وان کے معزز اصحاب اور شمعون کے اہل برادری و دوست ہیں۔ انکی دوستانہ اور ہمدردی کی باتیں ہیں۔ اون کی باتوں سے صبر برمائے آئی
و خدا پرستی کا اظہار ہے۔

سین یا مقام وقوع عزرہ یا غارہ کے جیلخانہ کا میدان ہے۔ غارہ فلسطیون کا ایک خاص شہر تھا۔

شمعون بہ حالت نابینائی و قید عزرہ کے جیلخانہ میں ہے۔ بیان بہ طور غلام اوسے چکی پینا پڑتی ہے۔ چونکہ قومی خوشی اور تعطیل کا روز ہے۔ لہذا قیدیوں کو بھی کام سے مہلت ملی ہے۔ وہ بھی فرصت پا کر جیلخانہ کے قریب ایک تنہائی کے مقام میں آتا ہے۔ تاکہ تنہائی میں اپنی حالت زار پر غم کرے۔ اسی وقت میں اوس کے چند اجباب جو اوس کے اہل برادری اور فرقہ وان کے معزز اشخاص ہیں ماتم پرسی کرنے اور اوسے تسلی دینے آتے ہیں اسی اشخاص میں اوس کا باپ منوہ بھی آتا ہے۔ اور ہر طرح اوسے تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے اور اوسے بتلاتا ہے۔ کہ بہ عوض زرقہ بہ اوس کی آزادی و رہائی کے انتظام کے کرتے کا ارادہ ہے۔ اور خبر دیتا ہے کہ وجون (فلسطیون کا دیوتا) کی حمد و ثنا اور شکر گزاری کا دن ہے کیونکہ اون کا خیال ہے کہ اس دیوتا نے انھیں مجھ سے نجات بخشی۔ شمعون کا والد منوہ اسے اپنا حد درجہ کا افسوس ظاہر کرتا ہے کہ اوس کے بیٹے شمعون کے افعال کے باعث بیواہ یعنی خدا سے ازنی و ابدی کے نام کی تکفیر اور فلسطیون کے بت و جون کی تکریم ہوئی۔ بہ اوس کے فائدہ ان کے لئے باعث ننگ و عار ہے اس کے بعد منوہ چلا جاتا ہے تاکہ فلسطیون کے سرداروں سے بہ عوض زرقہ شمعون کی رہائی کا انتظام کرے۔ اسی وقت شمعون کے پاس اوسکی بیوہ قابووی دلیلہ آتی ہے۔ وہ اوس کی مصیبت پر افسوس ظاہر کرتی ہے۔ اور معافی کی خواستگار ہے۔ مگر شمعون اوس کی بے وفائی و عیاری و ریاکاری اوس پر ظاہر کرتا ہے

اور وہ خفا ہو کر وہاں سے چلی جاتی ہے۔ اوس کے جانے کے بعد حرفہ ساکن جات جو فلسطی
 قوم کا ایک سردار تھا آتا ہے۔ تاکہ اوسے فلسطی جلسہ میں جہاں فلسطی دجون کی حمد و ثنا کرنے
 اور خوشی منانے جمع تھے لے جائے۔ شمسون جانے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک
 اور افسر اوسے لے جانے کیلئے آتا ہے۔ مگر شمسون پھر بھی نہیں جاتا ہے۔ یہیں افسر دوبارہ آتا
 ہے۔ اور دھمکانے سے بھی کام لیتا ہے۔ اس سے شمسون خائف تو نہیں ہوتا ہے۔ مگر اندرونی
 تحریک جسے وہ من جانب اللہ سمجھتا ہے اوسے مجبور کرتی ہے کہ اوس کے ساتھ چلا جائے
 پس وہ جاتا ہے۔ مگر اوس کے اجداد وہیں رہتے ہیں۔ اوس کا باپ خوش خوش آتا ہے
 اور بیان کرتا ہے کہ مجھے امید ہے کہ زرفدیہ دے کر اپنے بیٹے کے لئے رہائی حاصل کرینگا
 اسی اثنا میں ایک عبرانی (یہودی) قاصد آتا ہے۔ اور بہ پریشاں حالی بیان کرتا ہے کہ جس
 عمارت میں فلسطی جمع تھے اور جہاں شمسون اون کے ارشاد کے بہ موجب تماشا کر رہا تھا۔
 اوسی عمارت کے اون ستونوں کو جس پر اوس کا دار و مدار تھا۔ اوس نے اپنے دونوں
 بازوؤں سے پکڑ کر گرا دیا۔ اس سے صد ہا فلسطی زن و مرد مر گئے اور وہ بھی اون کیساتھ
 فوت ہوا۔ اوس نے جان دے کر اپنی آنکھوں کے پھوڑے جانیکا انتقام لیا۔ اور
 خداے قادر مطلق کے نام کی تکفیر کو تعظیم و تکریم و تجید سے مبدل کیا۔ اور دجون کی
 تعظیم و تکریم کو تذلیل سے بدلا۔ اس طرح اس ٹریجڈی کا اختتام ہوا۔



حمد

حمد خدا کیا کرو واجب حمد ہو ہی
حمد خدا کر آسمان و ہی خلق و جهان
شمس و او کی حمد کر جس نے تجھے دیا نور
حمد تو او کی کر قمر نور لطیف تیرا ہے
اوس کے ہن کو کج خوش نما حمد خدا کر ہن سب
حمد کر او کی اسے ہوا اوس سے تر ہر زور شور
حمد کر ہن بلوط سب جو کہ شجر کے شاہ ہن
سارے شجریات سب حمد خدا ہن کر رہی
حمد کر ہن چرند سب کہ ہن دولت بشر
حمد کر ہن پرند سب نغمہ سرا ہون جا بجا
کیڑے مکوڑی جتنے ہن حمد خدا کر ہن سب
حمد خدا تو کر بشر برتر و اعلیٰ ہے تو ہی

مالک ملک ہو ہی اوس کی ہر اک ہر شی
گر چہ بلند تو بہت تجھ پہ ہر اوس کو برتری
چشمہ نور تیرا وہ تو جو ہر شاہ غاوری
تیرا وجود اوس کے ہر اوس کے ہر تیری چاندی
نور ہر اون کا جلوہ گرات کی جبکہ تریگی
آندھی تری ہر پر غضب جس سے جہان میں تری
سجدہ میں جھکتے ہن سب یہی ذلکی بندگی
جتنے ہن سب ہن خوش نما دل کی ہمار وہ خوشی
فائدہ مند ہر بہت اون کی بشر کو زندگی
گو نج اوٹھے جہان سب نغمہ سرا ہو پری
اون کے پروں پہ ہن بہت نقشہ ہر زری
فہم و ذکا و عقل و ہوش حق زدیا تجھ کو بھی

یہ ایک انگریزی
نظم سے
ماخوذ ہے

شاہ و گدا و مرد و زن حمد خدا کیا کر ہن
نعمتین حق نے ہم کو دین اوس نے ہمیں نجات دی



شمسون محزون

شمسون یہاں سے مجھ کو لے چل اب بان
 جہان پر دھوپ بھی ہے اور سایہ
 جہان میں جایا کرتا ہوں ہمیشہ
 یہاں پر کچھ نہیں راحت مجھے ہے
 تعفن سے بھرا ہے جیل خانہ
 بہت سہلین ہے جس سے دل تلک
 ہوا بھی مثل میرے ہی یہاں قید
 ہے جیسے جسم میرا تیرہ و تار
 اسی صورت یہی زندان تاریک
 مگر اس جا نیم صبح آتی
 بس اب تو جا کہ دل خوش بان کروغین
 فلسطی قوم کا دن ہے خوشی کا
 ہے اس باعث ہر اک کو آج چھٹی
 یہاں آیا ہوں کچھ آرام کرنے
 بدن کو گرچہ مل جائے گی راحت
 کرین بھر جس طرح حملہ کسی پر
 ٹھائے وہ مگر پھر بھی وہ آئین
 خیالات اس طرح مجھ کو تاتے
 پرانے وقت کو آگے وہ لاتے
 تولد کی مرے حق نے خبر دی

(ہے میری آنکھ کی جا بے گمان تو)
 جہان کی ہر ہوا ہر طرح تازہ
 مجھے ملتا ہے جب موقع ذرا سا
 مجھے تکلیف دہ ہے یاں یہ ہر شے
 بہ مشکل زندگی کا یاں ٹھکانا
 بقحب کیا کہ ہوتا جاتا ہوں زرو
 او سے زہریلا کرتی بے گمان قید
 ہے جس گمیری ہر دم حالت زار
 یہ میرے حال کے مانند ہے ٹھیک
 بہار تازہ یاں ہے مجھ کو بھاتی
 ذرا ہی دیر راحت دل کو وون میں
 وجون کے شکر کا اور بندگی کا
 اسی سے مل گئی راحت مجھے بھی
 اکیلے صبح سے میں شام کرنے
 نہ ہرگز دل کو ہوگی استراحت
 کرین اندوہین اوس کو سراسر
 وہ کاٹین اور اوسے بے حد تائین
 ہٹاتا ہوں مگر پیہم وہ آتے
 مری موجودہ حالت وہ دکھاتے
 مری مان کو وساطت ہو ملک کی

۱۔ جون فلسطین کا
 دیوتا تھا اسکا
 اوپر کا حصہ
 انسان کی شکل
 رکھتا تھا اور
 نیچے کا حصہ
 کی شکل کا تھا
 اسموسل ۵
 ۴۲۔ فردوس
 گم شدہ جلد
 اول شعر
 ۳۸۹ غایت
 ۳۹۳

جو قربان گاہ کے شعلہ کے ہمراہ
 یقین تھا کہ اب رحمت خدا کی
 ہے قوم منتخب پر ہونے والی
 ہدایت پرورش کے بارہ میں تھی
 ہو مجھ سے قوم کی خاطر بڑا کام
 مگر اب ہو گیا یہ حال میرا
 میں نامخونوں کا قیدی ہوا ہوں
 مری آنکھوں کو ظالم نے نکالا
 ذلیلوں سے ہر ذلت ہر زمان یاں
 وہ وق کرتے ہیں اور مجھ کو چڑھاتے
 پڑایاں پر میں چکی پیتا ہوں
 مری حالت ہے یاں حیوان بدتر
 رہائی دینے والا قوم کا تھا
 فلسطی قوم کا اب میں ہوں قیدی
 مری بابت جو تھی یہ پیش خبری
 ہوئی پوری نہ ہرگز حیف صد حیف
 سراسر اس میں میری ہی ہے تقصیر
 کیا راز خدا کو میں نے افشا
 میں بس میں ہو گیا ایک سمیتن کے
 ہوا مجبور ضد سے اوسکی یاں تک
 بتایا زور کس شے میں نہان تھا
 وفاداری کا گیسو ہی نشان تھے
 کہ جیسے عدن میں ممنوعہ پھل تھا

کیا خلد برین کو نزد اللہ
 عنایت اور بخشش کبریا کی
 وہ پاسے گی رہائی اور بھائی
 مری نسبت تھا مطلب حق کا یہ ہی
 بزرگی پاسے خالق کا سدا نام
 نہیں یہ حال ہو ہرگز کسی کا
 میں زندان میں مصیبت جھیلیا ہوں
 اندھیرا ہو گیا میرا اُجالا
 سراسر عا دنوں میں اپنی شیطاں
 مجھے ہر طور سے ہر دم ستاتے
 نہیں میں جانتا کیسے رہا ہوں
 غلاموں سے بری حالت سراسر
 بدن میں زور تھا بے مثل میرا
 مجھے حاصل نہیں ہرگز رہائی
 کہ دون کا قوم کو اپنی رہائی
 ہوئے سرزد مجھی سے کار بد حیف
 ہے واجب جو خدا دے مجھ کو تعزیر
 ہوا اس کے سبب یہ حال میرا
 ہوا ادراک ہے ہے! دور مجھ سے
 نہی بد باطنی پراوس کی لاشک
 مرے گیسو میں نہان بے گمان تھا
 اطاعت کا ثبوت اک بے گمان تھے
 وہ انسان کیلئے یکسر اجل تھا

۱۔ نئی اسرائیل یا
 قوم یہود کیونکہ
 خدا نے اس قوم
 کے بزرگ حضرت
 ابراہیم کو برگزیدہ
 کیا تھا۔ اور
 انکی اولاد قوم
 یہود کو اپنی
 خاص امت
 ٹھہرایا۔
 ۲۔ فلسطیوں۔
 جن کا غتنہ
 نہیں ہوا تھا
 یہودی غیر قوا
 کو بطور حقارت
 نامخون کہتے تھے
 فلسطی فلسطین
 کی ایک غیر
 یہودی قوم
 تھی۔

۱۔ شمسون نذیر تھا
 بموجب شریعت
 موسوی نذیروں
 (دیکھو صفحہ ۷)

اوسے حوائج آدم کو کھلایا
 وہی کام اب دلیکھنے کیا ہے
 ماسر ران پر رکھ کر سلا یا
 مجھے تکلیف و ذلت ہر طرح دی
 کیا تاہنا جس سے ہون میں محتاج
 ہے راحت جسم کو دل کو نہ ہے چین
 میں پچھتا ہوں پر اس سے نہ حاصل
 بلا حکمت کے کچھ بھی ہے نہیں زور
 اوسے کرتی ہے حکمت بالیقین زور
 رکھا کیون انحصار زور مویر
 مگر خاموش ایسی باتیں ست بک
 وہ قوت واسطے میرے تھی لعنت
 اگر ماتم کروں میں زندگی بھر
 ہے نابینائی کی آفت سودل شک
 ہے بہتر قید اس کا اور فلاکت
 ہے اول نور خلقت میں بلا شک
 فضیلت نور کو ہر شے پر حاصل
 کسی شے سے مجھے راحت نہیں ہو
 میں انسان اور حیوان کو ہوا بدتر
 اگرچہ رنگتے پر دیکھتے ہیں
 ہے نابینائی اور اعدا کا ہر ساتھ
 قریب اور چال بازی اور شرارت
 میں زندہ ہوں کہ ہوں میں نیم مردہ

وہ اذن کے واسطے تہ موت یا
 گنہ کروا کے مجھ سے دکھ دیا ہے
 اوسے منڈوا کے آخر کو ستا یا
 بدی سب سے بڑی جو کی وہ یہ تھی
 ملا اب خاک میں قوت کا وہ تاج
 مجھے دیتی نہیں ہے کوئی شے چین
 نشانی کچھ نہیں پاتا مرا دل
 ہے نقصان دینے والا بالیقین زور
 بلا حکمت کے کچھ بھی ہے نہیں شیر
 رہے خطرہ کی حالت میں سراسر
 خدا کرتا ہے سب اچھا بلا شک
 بیان کرنے سے باہر ہے مصیبت
 مقابل میں مرے دکھ کے یہ کمتر
 مقابل اس کے اور آفت ہیں پاشک
 بڑھاپے کی بھی بہتر اس سے آفت
 رسائی اوس کی ہے ہر تہ مجھ تک
 وہی نور اب ہوا ہی مجھ سے زایل
 ہے میرے واسطے تاریک ہر شے
 ہیں خوشتر مجھ سے کیڑے بھی سراسر
 وہ خوش حالی میں البتہ بڑے ہیں
 مری راحت سراسر اون کے ہی ہاتھ
 بڑھاتی ہر زمان میں میری مصیبت
 ہے مردہ سے بھی بدتر حال میرا

بقیا مضرب
 رصفی ۱۰۴
 کے سرکین
 جب تک کہ
 وہ نذیر
 میں خواہ
 زندگی بھر
 نہیں موندے
 جاتے تھے
 شراب غیرہ
 کا استعمال
 نہیں کر سکتے
 تھے۔ اور
 انہیں دیکھ
 کا جفا وغیرہ
 بھی منع تھا
 کتنی بابا

ہے گریہ و وہرتو بھی اندھیرا
 ہے میرے واسطے سورج اندھیرا
 خدا کے حکم سے تھا نور پیدا
 میں اوس کے کس لئے محروم اب بن؟
 خدا خود نور ہے اس میں نہیں شک
 ضرورت روح کو اور جان کو اسکی
 رکھا کمزور آنکھوں میں یہ ہے نور
 نہ کیوں معمور اس سے جسم رکھا
 نہ آنکھیں بھوڑنے سے جاتا رہتا
 میں ہوں مردہ مرا یہ جسم ہے قبر
 نہیں مانند مردہ دکھ سے آزاد
 ہیں ایذا ہائے دشمن ہاں زندان
 یہ کس کے آنے کی آتی ہے آواز
 ستائیں چھتریں اور ٹٹھا کرین یہ
 ہے تسلیم و رضا اب میرا شیوہ

اجاب

(وہ آپس میں اس طرح کہنے لگے)
 مگر ہم کیا یک نہیں جائیں پاس
 ہے اس میں نہایت تعدل ہوا
 وہ بیٹھا ہے مایوسی کے حال میں
 بٹھا اور میلا ہے اوس کا لباس
 یہ ہے کیا وہ شمسوں عالی وقار؟
 یہ ہے کیا وہ روئین تن و سلیتن؟
 نہ انسان کی طاقت نہ حیوان کی

اندھیرا ہاں اندھیرا ہاں اندھیرا
 نہ آئے گا نظر مجھ کو اجالا
 ہوا اک لفظ کن سے وہ ہویدا
 تسلی اپنے دل کو کس طرح دون
 ضرورت میں نہ اسکی بالیقین شک
 ہے قائم اس کو اپنی زندگی بھی
 ذرا سے صدمہ سے ہو سکتا ہر دور
 کہ جب تک جسم رہتا یہ بھی رہتا
 نہ ہوتا زلیست بھر بھر کوئی اندھا
 بھلا آسکتا دل کو کس طرح صبر؟
 ہر اک ساعت میں ہوں شاد و ہر باد
 مری اس زلیست سے جان حیران
 ستانے والے ہوں گے پر نہ دسار
 اذیت ہر طرح سے مجھ کو دین یہ
 خدا سے ہو گا بیڑا پار میرا

کہ حیرت ہمیں دیکھ کر ہے اسے
 ہے دل دیکھ کر اوس کو از حد اوس
 گمان و یقین جس کا ہرگز نہ تھا
 تا سفاو سے دیکھ کر ہے ہمیں
 ہے ذلت کی حالت میں وہ بقیاس
 جو ان مرد و شیرافکن و نامدار
 وہ شیرازیان صفدر و صف شکن
 مقابل میں اوس کے کبھی کچھ نہ تھی

کہ جون بکری کے بچے کو پھاڑے شیر
وہ فوج فلسطی پہ غالب ہوا
فلسطی تھے از حد مسلح جو ان
زرہ بکتر و خود پینے تھے وہ
سیرا اور شمشیر و گزر گراں
لئے تھے تھاشمسون نہ تھا جو ان
اونھین جو مسلح تھے اور اونچی
لی خاک میں یک بہ یک اونکی نشان
لے خاک میں اونکی لاشوں کیساتھ
بہادر گئے بھاگ ہتھیار چھوڑ
کہ جی طرح آندھی سے پتے اڑیں
گدھے کا تھا جبراً فقط ہاتھ میں
کئے قتل اکدم میں وان اک ہزار
ہے راہات لاجی اوسی جا کا نام
وہ عزہ میں جس وقت محصور تھا
وہ دروازہ اور اوسکی چوٹ کو بھی
اوٹھا کر کے جسرون تک لے گیا
ہیون کس کے لئے پہلے ہم سوگوار
تری قید اور اندھا بین بالیقین
ہے زندان تاریک تیرا بدن
غرض قید و دین گرفتار ہے
غرض جسم اور روح ہے قید میں
شب و روز یکساں ترے واسطے

لگی شیر کے مارنے میں نہ دیر
اوسے اوس نے از حد پریشان کیا
تو مند و زور آور و پہلوان
تھے محفوظ الماس و آہن سروسہ
تیرا اور نیزہ و تیغ و کمان
خدا داد قوت کی اوس نے عیان
بہ شدت کیا قتل یکبارگی
زرہ بکتر و خود و تیغ و کمان
ہر میت بجز کچھ نہیں آیا ہاتھ
لڑائی کی جانب سے منہ اپنا موڑ
اڑا لیکھا خوف وان سے اونھین
سوا اس کے اور کچھ نہ تھا ساتھ میں
جو شہر ورتھے اور تھے نامدار
ہے مشہور حد درجہ تک ہ مقام
بہ ظاہر مقید تھا مجبور تھا
(دکھا کر کے قوت عجب طرح کی)
اور ایک کوہ پر جا کے اونکو رکھا
ہے دو یا توں سے دل بہت بیقرار
مصیبت وہ ہیں جن کا ثانی نہیں
ہے جس سے شب و روز رنج و محن
اسی وجہ حد درجہ تا چار ہے
یہ دو باتیں ہیں جن سے دکھ ہے ہمیں
نہیں نور سے کام ہرگز مجھے

قافیون ۱۵

۱۷
۲۔ ایضاً ۱۶

لغایت ۳

نہیں تو ریاضت سے کچھ فائدہ
 نہیں ایک حالت ہے انسان کی
 وہ انسان جو دنیا میں ہیں مثال
 تو انسان کی حالت کا آئینہ ہے
 بلندی سے کس پستی میں گر پڑا
 اگر نیکی رہتی ترے ساتھ میں
 تو سارے جہان کو بھی کرتا مطیع
 ترے زور کے ہوتے سب مدح خوا
 صد آ رہی کس کی آواز کی
 جائیں اوسکے پاس وہ ہے بولتا
 قوم اسرائیل کا تھا فخر و زور
 قوم کا ہے رنج وہ اب بالیقین
 دوست ہیں آئے وطن و تیرے ہم
 تری ہمدردی کریں اور غم کریں
 دین تسلی اور صلاح نیک بھی
 مریم دل سے محبت کا کلام
 ہے صلاح نیک سب کی صلاح
 دل کو راحت ہے تمہارے لئے دوستوں
 دوست دنیا میں بہت ہیں کھوٹے سلیکھ
 اپنے مطلب دکھاتے دوستی میں لا کلام
 غیرت جاتے ہیں بغض و عنین سے جاتے عدو
 ہے یقین مجھ کو کہ میرے ہو حقیقی دوست تم
 آئے ہو یاں پر مدد کو اور تسلی کے لئے

شمسون
اجاب

شمسون

اندھیرا ہے جب ہر طرف جسم کا
 ہے راحت کبھی اور دکھ ہے کبھی
 بدل جاتا ہے یک بہ یک و کمال
 بہ مشکل کوئی دہر میں تجھ سے ہے
 تو دنیا میں ہر اک سوشہ زور تھا
 تو قوت بھی رہتی ترے ہاتھ میں
 ستر اور رہ ہوتا ہر اک سے رفیع
 تو ہوتا زمانہ میں شاہ جہان
 نہیں صاف میں گر رہے پاس بھی
 غمگساری اوسکی کرتا ہے بھلا
 اوسکی قوت کا چھا عالم میں شور
 مثل اوسکے کون ہے اندوہین
 کر سکیں تا دور کچھ حرام و غم
 ساتھ میں مل کر کے ہم ماتم کریں
 تاکہ دل سے تیرے غم کی ہو کمی
 کرتا ہے رنجیدہ دل کو شاد کام
 دل کو راحت دیتی ہے اچھی صلاح
 میرے دل کے واسطے مریم یقیناً تم ہی
 اس طرح کے دوست کرے فائدہ کس شخص
 وقت جسد ہو صیبت کا نہیں تو وہ کام
 دوست ایسے کرتے ہیں انسان کو اکثر کام
 ہو بلا شک ایسی آفت میں یقینی دوست تم
 سچ یہ کہ میرے ہو قومی اور دینی دوست تم

جو مری تکلیف کا باعث تھا اس وقت ہی
آنکھیں گری ہوئیں تو آنکھ انہی دکھا سکتی
ہیں اپنے آپ ہی کی اپنی کشتی ہے تباہ
ہونے والی تھی نہیں کشتی مری پر بادلوں
لوگ مری ابلہ پرستے ہونگے بالضرور
فاش بن گئے کرو یا ستر الہی ہائے ہائے!
زور تھا پر فہم و دانش سے نہیں تھا بہر زور
میری بربادی نہیں اس طور ہوئی کبھی

اجباب

نہ لگا عیب اپنے خالق پر
انتظام اوس کا ہر طرح اچھا
عورتوں کے فریب سے اکثر
اس سے اپنے کو دے تسلی اب
تو مصیبت پہ اور نہ لا آفت
ہے تعجب اسی سے ہم سب کو
تو نے ہم چین فلسطی زن
قوم میں تیری تھیں بہت خوشرو
حسن میں ویسی تھیں کہ تھیں بڑھکر
زن کافر پہ ہو کے عاشق زار
زن تمنہ سے عقد پہلے کیا تھا
وہ ہرگز نہیں بات یہ جانتا تھا
خدا کی طرف سے تھی تحریک ل میں
کروں عقد تا یہ سبب جنگ کا ہو
سبب جنگ کا یہ ہوا عقد آخر

شمون

درحقیقت میری ذلت میں بھی عزت ہو ہی
جو کہ لغت پہلے تھی اب حق کی بکیت ہو ہی
میرے سارے فعل ہیں اس بات پر مگر
درحقیقت ہے تباہی کا سبب میرا گناہ
کام میں وہ کیا فہم و فراست تھا وہ
ہے تعجب کیا کہ خلق اللہ مجھ سے ہونفوا
مجھ کو مثل زور و دانش دیتا بھی خالق اگر
اور مرضی مجھ سے حق کی پوری تی سب

ذات جسکی براءک سے ہے برتر
جو کیا اوس نے وہ ہو خوب کیا
اہل دانش بھی گر گئے یکسر
دل دکھا اپنا تو نہ بے مطلب
ایسی باتوں سے کھو نہ تو راحت
کس لئے قوم حق و مختون ہو
جو کہ کافر تھیں اور تھیں پر فن
نیک یا ظن تھیں اور تھیں خوش خو
نہیں عاشق ہوا تو اون کا مگر
یہ سے لوتے رنج اور آزار
مرے باپ کو جو نہ اچھا لگا تھا
کہ اس سے ارادہ مرا جنگ کا تھا
اسے خوب ل میں سمجھ میں کیا تھا
یہ ظاہر مرا عقد کرنا برا تھا
زن تمنہ کو چھوڑنا بھی پڑا تھا

۱۔ یہودی ختمہ
کیا ہوا یہودی
ازراہ فخر ان کو
مختون کہتے تھے

۲۔ قاضیون
۱۴۔ ۱۔ تمنہ
فلسطین میں
ایک مقام تھا

وہ ثابت ہوئی بے وقار حقیقت
کیا قوم کی اب رہائی کا آغاز
ولیکہ سے پھر عقد کو مین نے کر کے
براہے نہ پہلے کے مانند یہ بھی
بنوں قوم کی مین رہائی کا باعث
کیا ہاے افشائے رازِ الہی
حسینہ تھی اور تھی وہ پرفتن بلا کی
سراسر مین ملزم ہوں امین نہیں شک
گیا اوسکی باتوں سے مین ہار آخر
دیا خامشی کا حصار اوسکو مین نے

دشمن کو غصہ مین لولا تار ہاتھا اکثر

پر قوم دشمنوں کی اب تک بنی غلام

نہیں اس مین ہرگز مین تقصیر

نہ ہرگز اوٹھوں نے دیا میرا ساتھ

نہ سمجھے وساطت سے میری خدا

مرے کام بتلاتے تھے جا بجا

کیا پیر نہ اسکا اوٹھوں نے خیال

مین ایٹام مین جبکہ جا کر رہا

مگر تاکہ موقع سے حملہ کروں

فلسطی تب آئے مرے کھوج مین

یہودہ کو مجبور اوٹھوں نے کیا

مین کچھ شرطوں پر اوں کے بس ہوا

مجھے دشمنوں کے حوالہ کیا

اجاب

دشمنوں

جو مقصد تھا میرا وہ پورا ہوا تھا
ہو یہ کام پورا یہ مقصد مرا تھا
یہ ہی دل مین اپنے تصور کیا تھا
حقیقت مین یہ ہی ارادہ مرا تھا

نہ پورا ہوا جو مراد عا تھا

مین مغلوب اوس زن کی ہند ہوا

مجھے غمزہ سے قتل اوس نے کیا تھا

مطیع اسقدر زن کا مین ہو گیا تھا

نہ ہرگز ہر اچھ کو کوئی سکا تھا

جسے چھین مجھے نہ کوئی سکا تھا

جسدم لڑا تو اوس کی ہوتا رہا مظفر

دشمن کی ہے حکومت ہر جا پاب بھی قائم

ہین حاکم مری قوم کے ذمہ دار

میرے کام مین گرہ تھا حق کا ہاتھ

غلامی سے اوں کو کرے گار ہا

کہ تھا واقعی مجھ پہ فضل خدا

دیا اسکے برعکس مجھ کو بلا

نہ اس وجہ دشمن سر مین ڈرتا تھا

ہر میت سراسر مین اعدا کو دون

مجھے قید کرنا تھا منظور اوٹھین

کہ دین مجھ کو ہاتھوں مین نہ کھینا

مجھے رسوں کی باندھا اوٹھوں نے دیا

اسی مین وہ سمجھے تھے اپنا بھلا

۱- قاضیوں
۱۶-۴

۲- قاضیوں
۱۵-۸
فلسطین کا
ایک شہر تھا
جو یہودیہ
مین واقع تھا
۳- یہ بنی اسرائیل
کا سب سے زیادہ
معرض قبیلا تھا
دیکھو صفحہ ۱۳

مگر رستے تھے سامنے میرے کیا
 اونھیں توڑا دشمن بہ حملہ کیا
 نبرد آزمایا صد ہا زخمی ہوئے
 جو دیتی مری قوم اوس وقت ساتھ
 مری قوم پانی رہائی ضرور
 وہ غزہ پہ اور جات پر قبضہ کر
 حکومت کیا کرتے اعدا پہ وہ
 وہ قوین جو کھودیتی آزادی میں
 غلامی کی راحت کو کرتی پسند
 مگر جس میں اول مصیبت ضرور
 جو آزادی دے او پہ لاتے ہیں شک
 کبھی جانتے اوس کو از حد ذلیل
 نہیں دیتے ہرگز ہیں وہ اوس کا ساتھ
 وہ بنتے ہیں حد درجہ ناحق شناس
 بالآخر نہیں ہوتا کچھ فائدہ

جدعون کے ساتھ بھی تو کیا تھا بارک
 قابل تھے جس ستر کے اونھیں اوس کے ستر
 کانٹوں سے دی سکايتوں کو اوس کے ستر
 افصح جو زور اور دلائل میں تھا قوی
 پر شکر کے عوض میں عداوت کی کامے
 شلت نہ بول سکنے پہ بے حد ہوئے ہلاک

اونھیں کے ساتھ مرا کیجئے شمار جناب
 مصیبتوں میں میں چھوڑا گیا ہوں لوگوں سے

اجباب

شمسون

وہ تھے جس طرح سے کہ ہوسن جلا
 گدھے کا فقط ہاتھ میں جبر اٹھا
 مرے صدمہ ہا۔ بھاگے وہی تو بجے
 قوی میرے ہو جاتے اس وقت ہاتھ
 مصیبت غلامی کی ہو جاتی دور
 ظفر یا با اعدا پہ ہوسر سیر
 قوی ہوتے اپنے سے اعلیٰ پہ وہ
 غلامی کی ہر وقت جو عادی ہیں
 نہ آزادی جو ہر طرح سود مند
 ہے واقع میں بعد اوس میں زحدر
 اگرچہ وہ ہونیک مثل ملک
 حد سے خلاف اوس کے لاتے دلیل
 اگرچہ مدد کو خدا کا ہو ہاتھ
 وہ بدنام کرتے اوسے بے قیاس
 غلامی کا رہتا ہے قایم جو
 جو ساتھ میں کیا ترے کیا ہر نیا سلوک
 اوس کا غرور خاک میں سار ملا دیا
 اور برج فینوئل کا اوس نے گرا دیا
 اور جس کو قوم لوط پہ حاصل ظفر ہوئی
 جواہل شرتھے اوس سے سرسبز بھر پے
 نااہلون کا اسی طرح اب گاقصہ پاک
 مگر ہوا ہے مرا سب کے اب تھے حال خراب
 یہ سچ ہے فائدہ کاموں کے کب تھا مجھے

بقیہ صفحہ ۱۲
 اس میں خداوند
 یسوع مسیح
 پیدا ہوا۔
 اسی سے کل
 قوم بنی اسرائیل
 کا نام یہودی
 ہو گیا یہودہ
 معنی مدح
 بزبان عبرانی
 ۲ یہ فلیطون
 کے خاص شہر
 تھے

۱ قاضیون

۲ قاضیون
 ۱۲ و ۱۳

اجاب

خدا رہا بی گمراہے لوگوں کو دے گا
درست و حق خدا کے کام سب میں
بجز احمق کے سب میں اس کے قائل
کہ ہوں وہ معرض کار خدا پر
وہ اپنے دل میں حق کے ہیں نہ قائل
نہیں تعلیم ایسی پائی جاتی
نہیں اس کا معلم اور نہ اسکول
معلم اس کا احمق دل ہر اس کا
مگر کچھ لوگ ایسے ہیں بلا شک
خدا کی راہوں پر شک ہیں لاتے
خلاف حکم خود کرتا ہے اکثر
وہ دل میں اسطرح کی باتیں لا کر
وہ آوارہ خیالوں میں ہیں رہتے
اوسے قانون کا اپنے مقتدر
ہمارے واسطے قانون بنائے
خدا قانون پر اپنے ہے قادر
وہ مرضی کے مطابق کام لیتا
کسی قانون حق سے ہو وہ آزاد
کیا آزاد دشمنوں تجھ کو اوس نے
یہ شادی جنگ کا اوس سبب ہو
سنبھل جا باب تیرا یان پہ آتا
میں ابیض برف سان کل بال و کر

شمسوں باب میرے مرے باعث ہو غمگین

وہ کام اور کسی کے ویسے سولے گا
ہمارے فائدے کے کار رب ہیں
جو دانا ئی سے خالی اس پہ مائل
اگرچہ راست و حق ہیں وہ سراسر
اسی باعث وہ حد درجہ ہیں جاہل
ہر اک جاہستی حق مانی جاتی
سکھانے پر نہ اس کے کوئی مشغول
نہایت ابلہی کا پاٹھ شالاء
ہوئے گمراہ حق سے بین بیان تک
اور اوس پر عیب از حد یہ لگاتے
ہے اوسکی کسر شان اس میں سراسر
بتاتے اپنے دل کو ہیں وہ بدتر
نہیں آرام پاتے دل میں اپنے
ہیں کرتے۔ اوسکی آزادی میں حد
ہے وہ ہر طور سے آزاد اوان سے
اور اوس کے کار حکمت سب میں دور
جسے وہ چاہتا آزادی دیتا
نہ اس میں ہو گنہ جس سے ہو برباد
فلسطی قوم میں تو شادی کر لے
بزرگی پانے والا نام رب ہو
اوسے ہر طرح سے عزت تو دینا
منتر ہر طرح سے ہے وہ ہم سے
اوان کے آنے سے نہیں دل کو ہرگز نہیں

منوہ

وآن کے فرقہ کے لوگوں کو مری بھائی تم ہو
 تم کو اغلب مرے بیٹے کی محبت لائی
 ہو جوان مرو قدم تم کو بیان لائی جلد
 میں ضعیفی کے سبب یرین یاں پر آیا
 اپنے بیٹے کے لئے غم کروں یا تم میں کروں
 اے مرے دوستو بتلا دو کہاں پر وہ ہے
 حالت خواری میں وآن پڑا ہے کھنڈ
 ہے یہ کہا میرا وہی تخت جگر نور بصر
 وہ اکیلا لشکر دشمن پہ پاتا تھا ظفر
 واقعی مثل ملک تو تیرا تھا معرہ وہ
 ہاے وہ اب اس قدر ناچار و نابینا ہوا
 نہیں اس دہر میں انسان کی حالت کو قیام
 آج جو شہزور ہو کمزور کل ہو جائیگا
 ہاں کیون ہم اچھی چیزوں کیلئے مانگیں عا
 وہ جو برکت ملتی ہے نعمت وہی ہے بھائی
 ہائے کیوں میں لب فرزند تھا اللہ سے
 اسکی خاطر کہتے تھے مجھ کو مبارکے کسب
 باپ میری جانے کون یہ ہو چاہتا
 کس لئے قبول خالق سے ہوئی میری عا
 رنج کے جز کچھ نہیں حاصل مجھ اوس ہوا
 کیوں فرشتہ کا دوبارہ میری طرف تھانزول
 معجزہ تھا میرا بیٹا سا انسان کیلئے
 قید میں ہوا اور ہوشیاری ہاتھوں ذلیل

اجباب

منوہ

ملک ملت کے حقیقت میں فدائی تم ہو
 بے گمان ساتھ میں ہمدردی بری کھلائی
 اس لئے دوستو تم مجھ سے بیان آؤ جلد
 میرے اور بارنے یہ وقت مجھے دکھلایا
 زندہ ہوں مردہ کے مانند زمانہ میں ہوں
 جا کے دیکھوں میں ابھی اسکو جہان دکھ
 اوج سے وہ قعر بے حد میں گرا ہے دیکھئے
 خوف کھاتے جسکی قوت سے تھے دشمن بکر
 کثرت اعدا سے اسکو تھانہ کچھ خوف خطر
 اور جہان میں اپنی شہزوری سے تھا مشہور
 ایک بزدل بھی کر دیتا اسکو شک کیا
 کون سی وہ چیز ہے قائم رہی گی جو مدام
 کون اسکی حالت میں اسے تین رہی یا یکا
 فائدہ کیا ہوا اگر پورا ہمارا مدعا
 رنج پائی ہے نہیں راحت کبھی جان پائی ہے
 مل گیا فرزند مجھ کو کیا خوشی ہو اب مجھے
 پر مبارک ہرین مجھ کو کہے گا کون اب
 رشک حالت پر مری گر چہ بہت لوگوں تھا
 مانگنے سے بھی کمین مجھ کو زیادہ تھا ملا
 نفرت حق جو ملی تھی اوسے اب کیا فائدہ
 کس لئے میری عاتقی حضرت حق میں قبول
 عزت و حشمت نہایت درجہ تھی حاصل آؤ
 ہے حد ہر طرح کی فلت کا وہ بڑا قائل

اور زنا بینا ہر اور ہر طرح وہ ناجا رہی
وہ بڑے کاموں کی خاطر دہریں پہنچا
ایسی خلت کیوں رکھتا ہے رب العالمین
تھانا سب ایسی خلت وہ نہیں کھتا روا

شمون

قبلہ و کعبہ نہ الزام لگا خالق پر
حق کا انصاف ہر مجھ پر جو سزا آئی ہے
تھے برے کام مرے ویسی ہی حالت میری
راز حق کو کیا افشا تو نہ کرتا تھا مجھے
راز بتلایا او سے حسین قبا کچھ بھی نہ تھی
کیونکہ کنعانی بھی بے دین بھی ہمارے دشمن
متنہ والی سے اسی طرح کا دھوکا کھایا
عین ایام میں شا دی کے دغا بازی کی
یو چھ کر راز جو دشمن تھے او نہیں بتلایا
ایسی بد عمدی کرنا تھا نصیحت حاصل
ہا بے یہ پہلی سو بھی نکلی نہایت بد ذات
حرص میں زر کی قادیاری کا خون پس کیا
ناز و انداز و خوشامد سے عجب کام لیا
اپنی قوت کا او سے راز میں تا بتلا دون
جیلون سے راز کو سہ بار چھپانا چاہا
بے وفا کرنا تھا منظور مجھے اپنے سے
لکڑ اور حیلہ کو اب کام میں ہ پھر لائی
کام میں لاکے وہ تقریر کی جادو سے بھی
وقت آرام نہیں عین مجھے لینے دیا

و شمنون کی وہ غلامی میں نہایت خوار ہو
ہو گیا کمزوری کے باعث گرفتار خطا
اوس کے کاموں کا خیال و سکر الدین شمن
بخش دیتا ہر سے اوس کے قصور و سکی خطا

ذات اوسکی ہر ہر اک عیب سے از حد برتر
مجھ پہ میری ہی حماقت سے بلا آئی ہے
انتہا درجہ کی تھی باپ شرارت میری
مرتب ہونے سے تفصیر کے ڈرنا تھا مجھے
تھی ریا و سمن مگر صدق و صفا کچھ بھی تھی
دین ایمان کی صداقت کی ہمیشہ رہن
بے وقالی کا ثروت اوس میں سرسرایا

اقافینو ۱۴

ضد کی اتنی کہ ہوئی جان پریشان میری
ضد سے مغلوب ہوا اتنا کہ دھوکا کھایا
تا نہیں ہوتی دگر بار نصیحت حاصل
ظاہر عشق میں کی ساتھ مرے اوس گھات
ضد سے اور تازہ کمر شمع سے سدا کام لیا
نیم جان پیار کی خفگی سے مجھے اوس نے کیا
میرے کس حصہ میں قوت تھی یہ میں سے کہوں
پر کسی طرح بھی اوس نے نہیں چھپا چھوڑا
مجھ کو برباد کیا میرے ہی ہاتھوں میں نے
دل فریب اپنی ادا اور زمانہ سازی
ہوش گم میری ہوئے عقل مری جاتی رہی
ضد و اصرار سے حد درجہ پریشان کیا

ایک لشکر سے نہیں سبت میں ہو سکتا تھا
 ہاے میں او سکی محبت کا ہوا اتنا غلام
 مرد می مجھ میں ذرا ہوتی نہ ایسا کرتا
 کیسی ذلت کہ مرادین بھی بدنام ہوا
 جھڑے پہنے ہوں بیان چکی پڑا پیتا ہوں
 تھی غلامی جو گنہ کی وہ تھی اس کے افزود
 روح اور عقل کا افسوس اندھا تھا بنا
 تیری پسند شادی کے بارہ میں تھی نہ خوب
 میں نے پسند او سکو کیا تھا نہیں کبھی
 تھا عذر تیرا واسطے حق کے یہ سب کیا
 میں اس کے بارہ میں نہیں کچھ کنا چاہتا
 دشمن کو حیلہ تیرے شانے کا مل گیا
 تسخیر سحر حق سے تو یک یہ یک ہوا
 امکان میں تیرے تھا کہ تو ثابت قدم ہو
 خمیازہ ہاے اپنی بدی کا اٹھا رہا
 ہے اس سے بھی زیادہ جواب ہو والا ہے
 شمعوں تو اون کا دشمن جو خوار اور حسیب
 اس واسطے خوشی ہو بہت دھوم دھام ہے
 قربانی او سکے واسطے گزرائی جائے گی
 کانا بجاتا ہو گا ضیافت کے ساتھ آج
 تکفیر نام حق کی کرین گے وہ بت پرست
 وجوہ کو دین حق کے مقابل میں جلال
 افسوس ہے کہ تیرے سبب ہو ایہ سب
 اسکو تو اپنی ساری مصیبت سونپت ہو

منوہ

ایک عورت نے ذلیل اور مجھے خواہ کیا
 راز بتلایا او سے جس سے ہوا میں بدنام
 ہاے ذلت میں نہ اس طرح کبھی میں مرتا
 میرے کاموں کے موافق مرا انجام ہوا
 میں غلامی میں ہوں ناچار ہوں اندھا ہوں
 اس لئے کرنا شکایت کا ہے بالکل بے سود
 ہے سترامیری کہ اندھا میں بنا یا ہوں کیا
 کر خوبی او میں تھی تو بھرے تھے بہت عیوب
 کنعانی عورتوں سے تھی نفرت مجھے بڑی
 تا دشمنوں سے جنگ کا پورا ہو مدعا
 پراسمیں کچھ نہیں میرے دل کو ہے شک ورا
 اندھا کیا غلام کیا قید بھی کیا
 پوشیدہ جس کو رکھنا تھا وہ راز کہ دیا
 کہنا نہیں جو تجھ کو تھا ہر گز نہ وہ کہے
 برداشت سے سوا ہے حقیقت میں یہ سزا
 معور جن آج پہ کل شہر غمازہ ہے
 ہے آج او کی قید میں اور کور بد نصیب
 تجھ سے رہائی پانے میں وجوہ کا نام ہے
 تعریف او سکی آج تو کل قوم گائے گی
 یہ وقت اپنا گزرے گا آفت کے ساتھ آج
 جس وقت ہوں گے نشہ سے سر و سخت مست
 بے حرمتی کرین گے خدا کی وہ بد کمال
 تکفیر نام حق ہوئی تو نے کیا غف
 ذلت کا اور شرم کا باعث ہے جو ہوا

اعزہ فلسطین
 کا شہر تھا

فلسطین
 کا دیوتا تھا

شمس

ذلت نہ ہو ایسی اونٹانی بڑی کبھی
مجھ کو اقرار ہے اس بات کا ہونے کا
اوسکو عزت ہے ہر اک جا پادوسی ہے نام
حق کی حرمت ہے زمین نام ہر اب و سکا ذیل
قوم کی سخت ہوئی اوس کے سبب بدنامی
حق پہ ایمان ہوا اون کا سراسر کمر
اس کے باعث ہے میرے دل کو نہایت تکلیف
آنکھوں میں نیند نہیں ہے نہیں آں آرام
مجھ کو امید ہے دل میں ہر راحت کا سبب
جنگ جواب ہے خدا اور دجون کے مین
اپنے کو حق کے مقابل میں کھڑا کرتا ہے
اب تو اغماض کر گمانہ جدائے غیور
سرنگون ہو گا دجون اس میں نہیں مجھ کو شک
ہو گا حیران وہ اور اوس کو پرستار تمام
اوس کو پھر بار دیگر ہو گا نہایت اجلال
خوش ہوں امید ترے دل میں ہر راحت کی
جو کہا تو نے ہے امید سراسر اوس کی
حق دجون کو نہ مقابل کبھی ہوئے گا
تا کہ ظاہر ہو حقیقت میں خدا ہر قادر
میں رہائی کے لئے تیری ہوں ہر دم کوشش
اب رہنمایان فلسطی کو رضا مند کیا
ہے یہ ممکن کہ اوں کو ہے تجھے کو رکھا
بدتر از موت غلامی ہے تری و رذلت

منوہ

تکفیر نام حق ہوئی ہم سے نہ مٹی کبھی
میری بدکاری کے باعث ہے دجون بڑھا
اوسکی خاطر ہے یہ سب جلسہ ہر اور شان بام
واقعہ میرا ہوا کفر کے بکنے کی دلیل
بعض اشخاص ہر ایمان میں جن کے خالی
بد پرستی کی طرف ہو گئے مائل اکثر
شرم اور رنج کے باعث ہوں نہایت خفیف
روتا رہتا ہوں جگر تھام کے میں اپنا دم
جنگ جو ساتھ میں تیر کھتی ہوئی ختم وہ آ
حق و نیکی کے ہر اور زشت زبون کا مین
دیتا اپنے کو ہے ترجیح بڑا کرتا ہے
خاک میں جاے گا مل قوم فلسطی کا غور
جاے گی لٹ وہ غنیمت جو ملی ہر ایک
میرے باعث جو ہوا نام خدا تھا بدنام
سب کا مالک ہے وہی اور ہر قادر کمال
نام حق کی تجھے تکفیر سے غیرت آئی
بات ہو جاے تری مثل نبوت پوری
انتقام اوس سے بہت جلد وہ اپنا لے گا
اور ہر طرح بتوں کی ہر لطالت ظاہر
کاش اللہ کرے مشکین میری آسان
مجھ سے لے لین وہ تری بے مناسب
کا کہے رحمی سے اعدائے ہر اک وقت یا
ہو گئی ہو گی تانے سے اوں میں بات

شمس

فدیہ لے کر کے رہا تجھ کو کرین گے اغلب
 کچھ نہ کر میرے پدر میری رہائی کے لئے
 مجھ کو تکلیف اٹھانے دے ہوں جس کو لائق
 شرم کا کام ہوا مجھ سے ہے از حد افسوس
 میری تکلیف مرے واسطے کفارہ ہو
 دوست کا راز بتا دینا برا ہے از حد
 ایسے کو لوگ سمجھتے ہیں نہایت مروت
 بوالفضل اور سمجھتے ہیں اوسے بکواسی
 اوسکی صحبت سے گریزان ہر ہر اک دشمن
 دوستی کا نہ یقین اوسکی کوئی کرتا ہے
 راز حق کو جو کرے فاش ہر اس کو بھی برا
 سچ یہ ہے ہر وہ زمانہ میں نہایت ملعون
 غیر اقوام برا اوس کو سمجھتی ہیں ضرور
 راز بتلانے کے باعث وہ جہنم کو گیا
 توبہ کر اپنے گناہوں کے لئے ای بیٹا
 تو سزا میں نہ پڑا رہ مرے ای نور بھر
 ہے طبیعت کے موافق کہ بچپن دکھ سے ہم
 جو خدا ہمو سزا دے اوسے برداشت کریں
 حفظ جان نے لئے لازم ہو ہر اک کو یہی
 ہے اطاعت مرئی راز مجھے اب بھی قرین
 اپنے کو کیوں دی سزا اوسکو خدا پر تو چھوڑ
 سمجھا جائے گا نہیں نیک تو اس کے زہار
 تیری خاطر جو میں گمراہ ہوں دکر تو قبول

متوجہ

کاش ہو جائے رہائی تری اس سے اب
 کچھ نہ تکلیف اٹھا میری بھلائی کے لئے
 اپنی مرضی یہ تھا چلنے کا نہایت شائق
 خلق اور حق کا گنہگار ہوا صد افسوس
 عفو رحمت سے خدا کی یہ گنہ میرا ہو
 کرتا جو ایسا وہ کہلاتا برا ہے از حد
 اوسکی باتوں کو سمجھتے ہیں نہایت بے سود
 ایسے کو لوگ سمجھتے ہیں ہے دانش کر ہی
 یہ ہی بہتر ہے جلد دہر میں وہ مثل پسند
 اعتماد اوس پہ کبھی کرتا نہیں اچھا ہے
 منہ نہیں دیکھنا لازم ہے کبھی ایسے کا
 ہے یہ بہتر کہ سزا پائے وہ حق سے افزون
 ان میں ہے ایک کا اس طرح کا قصہ مشہور
 وہاں یہ حد درجہ عذاب و سکو اٹھاتا تھا
 ہے بھلا اپنے گناہوں کے لئے پچھتا نا
 کس لئے رنج میں تو اپنی کرے زلیست بسر
 ہو سکے گرنہ سین غیر کے ہم ظلم و ستم
 یہ ہے بے کار سزا اپنے کو خود ہی ہم دین
 وہ کرے کام کہ ہو جس رہائی اوس کی
 ہے یقین ہو گا تو خالق و مالک خورند
 اپنے کو آپ سزا دینے سے منہ اپنا موڑ
 سمجھا جائے گا تو ہے زلیست سے اپنی سزا
 تاکہ نزدیک خالق ہو تجھے اب بھی حصوں

ایٹھیس کے
 قصہ کی طرف
 اشارہ ہے۔

جو دیوتاؤں
 کے راز بتلانے
 کے باعث جہنم
 کے عذاب کا
 سزا دار ہوا

پھر وطن میں تو رہے اور ہماری بھی پاس
خانہ حق میں عبادت کرو خالق کی مدام
تھکو بخشے کا خدا مجھ کو یقین ہے بیٹا
جو کہ رحمت کا ہو طالب دس کر تا ہر معاف

شمنوں

طلب گار عفو معاصی میں ہوں
مگر زندگی میرے کس کام کی
مرے جو صلے لیت سارے ہوئے
عجب طور سے یان میں پیدا ہوا
بڑے کام مجھے تمایاں ہوئے
جو کرتا تھا وہ حق کی جانب سے تھا
ہر اک سے مجھے زور میں فوق تھا
میں جباروں سے زور میں تھا بڑا
نہ تھی زور میں ایسی نسل عناق
میں شل ملک گھومتا تھا سدا
کسی سے نہ تھا مجھ کو خوف و خطر
ہوا زور سے مجھ میں پیدا غرور
میں شہوت پرستی میں تھا بتلا
دلیل یہ آخر میں عاشق ہوا
میں کھو بیٹھا عشرت سے مردانگی
میں افسوس سمجھا اوسے ہمارے دار
کہ جون بھڑکے بال کاٹے کوئی
اسی طرح اوس نے سلا یا مجھے
مرے سر کے بالوں کو منڈوا یا تب

دشمنوں سے نہ تجھے کچھ بھی ہوا آئندہ ہراس
یاں نہ خدمت کرے بے دینو کی نند غلام
اپنی رحمت سے تجھے دیکھا نہیں اور سزا
اوسکو کرتا ہے گناہوں پر سراسر صفا

کہ پیش خدا سخت عاصی میں ہوں
نہیں جینے سے مجھ کو ہرگز خوشی
نہیں پورے میرے ارادے ہوئے
ہوا جس سے پیدا بڑا ہو صلہ
مرے سارے دشمن ہراساں ہوئے
وہ معمور اچھے مطالب سے تھا
مجھے زور دکھلانے کا شوق تھا
کوئی میرا مد مقابل نہ تھا
تھی نہ زور میں اتنی کہ تھا اوس میں طاق
کوئی سامنے میرے آتا نہ تھا
تھی تعریف ہر جا میری سرسیر
میں خود پسندی سے آیا سرور
مرض مجھ کو بھی عاشقی کا ہوا
میں فوش کرنے کا اوس کے شائق ہوا
مطیع اوسکی اب میری مرضی ہوئی
اوس نے مرا کھو یا عز و وقار
اوسے گود میں بھی سلائے کوئی
ذلیل اوس نے آخر کرا یا مجھے
مجھے قید اعدا میں بچنوا یا تب

اگتشی ۱۳

۲۸۹-۲۲

عناق معنی

لبنی گردن

۵۱

جواب

مجھے دکھ دیا اور رلایا مجھے
 نہ تو دختر رز کا عاشق کبھی تھا
 نہ بو اور رنگ اوس کا بھایا تجھے تھا
 تھے نہ زور گرچہ بہت اوس کے شائق
 مگر نہ لگایا نہیں تو نے اوس کو
 وہ مے جو کہ قلقل سے سب کو بھاتی
 ترے واسطے تھی نہ وہ آزمائش

شمون

جہان چشمہ صاف پانی کا ہوتا
 جو سورج کی کرلوزن سے از حد چمکتا
 مین پیاس اپنی اوس سے بجھاتا ہمیشہ
 کسی طرح کا مین نہ انگور کھاتا
 پین اوس کے شراب ورنے ناب صہبا
 ہے دیوانگی اور نہایت حماقت

اجواب

نہ یہ پہلوان کام مین اسکو لایا
 کہ حق نے اوسے بازے سر کھا تھا
 ہوئے اوس کے مغلوب سب زور والو

شمون

نہ نافع ہوئی کچھ یہ پرہیز گاری
 کہ کامل نہ تھی میری پرہیز گاری
 نہیں اچھا اک در کو محفوظ رکھنا
 ملے تاکہ دشمن کو آنے کا موقع
 نہیں اس طرح ہوتی ہے کچھ حفاظت
 کیا مین نے اپنے کو غارت سرا سر
 ہوا جس سے بدنام و خوار و پشیمان

غرض ہر طرح سے ستایا مجھے
 مزہ کا نہیں اوس کے شائق کبھی تھا
 نہ دل اوس سے خوش کرنا بھایا تجھے تھا
 بہت تھے دل و جان سے بھی دیکر عاشق
 رہا آبِ صافی کا شاق خوش خوش
 نہایت ہی انسان کے دل کو بھاتی
 ہوئی زندگی بھر نہیں اوسکی خواہش
 جہان ہوتا شفاف و نورانی سوتا

بلاشبہ مانند نقرہ جھلکتا
 کبھی آبِ انگور بھی مین نہ پیتا
 نہ چھوتا نہ اوس کے کبھی پاس جاتا
 مین دنیا مین جس سے فسادات بڑا
 سمجھتا مے ناب و تہی ہے طاقت

(مگر زور مین اسکا اعلیٰ تھا پایا)
 اوسے پنا ممنوع سمجھا گیا تھا
 جو اوس سے لڑے آخر کار ہارے
 ہوئی میری بدکاری سے میری خواری
 نہیں چھوڑا اوس چیز کو جو تھی پیاری
 کھلا رکھنا در دوسرا گھر کا اپنا
 خرابی کا موقع تھانے کا موقع
 ہر اک چیز ہو جاتی ہو اس سو غارت
 کیا مین نے اپنے کو حیوان سو بدتر
 مصیبت مین پڑ کر ہوا سخت حیران

میں نابینا ہوں اور بے حد ذلیل اب
 نہیں تھوڑا سا قوم کر سکتا ہوں اب
 ہے بے فائدہ گھر میں بیکار رہنا
 لگا ہوں میں لوگوں کی بتنا متا شا
 عزیزوں پہ مان یا پ پر بار ہونا
 ضعیفی کے آخر میں صدمے اوٹھانا
 بڑھے بال پھر میرے پر کیا ہے حاصل
 طلب گار ہوں مجھ کا جلد آئے
 کہ تا پھر نہ صدمے اوٹھانا پڑیں کچھ
 کیا فلسطی قوم کی خدمت کر گیا ویسے
 خاص بخشش سو تجھے معمور جب حق نے کیا
 ہے یہ مطلب شمنوں کو تو تائے بے طرح
 کیا یہ بہتر ہے کہ دکھ میں تو رہے اس حال میں
 جب کہ گھر میں تو رہے محتاجی و ناچارین
 ہے یہ ممکن تجھ پہ حق اپنا کر ہر لطف و کرم
 جس طرح لاہی میں چشمہ بھار کر پانی دیا
 چشمہ آنکھوں کا تیری پر نور کروں کیا عجیب
 خلاف اسکے آتا ہے دل میں خیال
 نہ آنکھوں میں پھر تو آئے لگا کچھ
 ہے بھینے کو اب زندگی کا چراغ
 نہ دل میں خوشی اور نہ آرام ہے
 مری دوڑا اب ختم ہو نے کو ہے
 مرا فخر اور میری شرمندگی

منوہ

شمنوں

میں آفت کی چیز میں مرے واسطے سب
 رہائی کا طالب تھا سے ہوں کیوں اب
 شرمندوں کے بے انتہا طعنے سہتا
 اور اون کا مجھے دیکھ کر رحم کھانا
 اور اپنی نگاہوں میں بھی خوار ہوتا
 یہاں اور وہاں ٹھوکرین سب کی کھانا
 کہ بر بادی اب ہو چکی میری کامل
 رہائی مرے واسطے وہ ہی لائے
 نہ دنیا کے دکھ میری خاطر رہیں کچھ
 قید میں تو زندگی اپنی کر گیا یوں بسر
 نہ راتنا بے سبب حق نہ تھیں تجھ کو دیا
 اور قدرت حق کی اپنے میں دکھائی طرح
 مثل مرغ نیم بسمل تو رہے اس حال میں؟
 رنج و غم میں اور ذلت میں نہایت خوہن
 واقعی میں او کی بخشش کے بہت محتاج ہم
 دیکے آپ صاف گویا پھر تجھے زندہ کیا
 ہے یہ ممکن تجھ سے خدمت خالق اکبر اب
 کہ بہتر نہیں ہو گا میرا مال
 نہیں وہ خوشی دل میں لائے گا کچھ
 وہ بچہ جائے تب ہو گا حاصل فراغ
 نہ امید سے اب مجھے کام ہے
 وہ شرمندگی میری کھونے کو ہے
 بھلی زندگی اور بری زندگی

اقاضیوں

۱۵ - ۱۹

ہو شکر خدا ختم ہو جائے گی
نہ آئے گی وان سے جہان جاوگی

منوہ نہ ایسے خیالات کا کر یقین تو

کہ یاس اور حرمان اور بے قراری
ترے دل کو کرتی ہیں ناشادیکسر
نہ جادول میں مران کو امیڈ رکھ تو
میں کرنا ہوں جو مجھ کو کرنا مناسب
مناسب تجھے فدیہ دے کر چھڑانا
ہے اس وقت بیٹا یہ ہی کام تیرا

شمون جسم کا دکھ ہی اگر ہوتا نہ حیران ہوتا
سازمی جسمانی تکالیف میں دکھ کا باعث
زیست کے چین کو کینخت وہ کھودتی ہیں
شیر دل لوگوں کے دل کو وہ ہلا دیتی ہیں
روح کا دکھ ہے کہیں ان سے مگر بالاتر
ہوتی ہے ایسی پریشانی نہیں جس کا علاج
پرستلی نہیں ہرگز کوئی دے سکتا ہے
کچھ اثر کرتی نہیں آج ہو اسے گلزار
آنکھوں کا نور گیا دل کا گیا ساتھ میں
واسطے میرے یہ عالم ہوا تاریک سیاہ
ہر زمان رہتا ہوں تکلیف پریشانی میں
روح کا دکھ جو مجھے ہر وہ ہر اس کبھی بُرا
اپنے افعال سے ہر وقت میں پچھتا ہوں
دنئے کو آیا ولادت کی خبر میری ملک

مری روح آرام تب پائے گی
ہے امید اس میں اسی میں خوشی

کہ برباد اس طرح ہو گا نہیں تو
(نہیں زیست جن کے سبب تجھ کو پیاری)
دلی امن کو کرتی ہیں بربادیکسر
پریشان نہ ہو دل کو رکھ اپنے کیو
نہیں مجھ کو یاں اب ٹھہرنا مناسب
کسی طرح سے اپنے مطلب کو پانا
جیوں کے ساتھ اپنے دل کو تو بھلا

ہاے اس طرح نہ ہرگز میں پریشان ہوتا
اون سے آزادی اگر ہو وہ ہر سکھ کا باعث
دل کو دریا ہے الم میں وہ ڈوب دیتی ہیں
وہ جوان مردوں کو بھی ہار لادتی ہیں
جاتی رہتی ہے خوشی دل کی اسی سے یکسر
دل تسلی کے لئے رہتا ہر دم محتاج
اور کے دکھ کو نہ ہرگز کوئی لے سکتا ہے
وادی یکسان ہوا و سوا و فضا و کسار
جو خوشی دل کی تھی وہ ہو گئی یکسر کافور
ہاے دل میں ہر سر اور مرے لب ہر آہ
کیسی ذلت میں بھی او حالت محتاجی میں
دل ہر اک وقت رہا کرتا پریشان میرا
اپنے کاموں سے ہر اک وقت میں شرماتا ہوں
دوسری بار یہ ہی اوس نے خبر دی بیشک

خاص مقصد کیلئے خلق مجھے حق نے کیا
مے کر پیر سدا کرتا رہا تھا میں تدریر
کسی انسان میں نہ وہ زور تھا جو مجھ میں تھا
تن تنہا کیا اعدا کو ہلاک و ابھریا
عہد حق توڑ دیا جب کر ہوا میں کمزور
مجھ کو مردود کیا حق نے سدا دکھ میں سہون
مجھ کو امید سے ہرگز نہیں اب کام رہا
سیری بدکاری کی ہرگز نہ تلافی کوئی
موت آجائے مرد دل کی مسرت کیلئے

اجاب

کل جہان صبر کی تعریف کیا کرتا ہے
وہ کتاب میں جو جہان کی ہیں قدیم اور جدید
ہر طرح صبر کی تعریف کیا کرتی ہیں
اوس کا انجام مگر شیریں بتاتی ہیں بدام
وہ بہادر ہے کہ جو صبر سے لیتا ہے کام
اونکی کوشش ہے کہ دکھ دور ہو دنیا کا کم
صبر کے واسطے لاتی ہیں لائل وہ تمام
جس پہ دکھ ہوتا ہے اونکی نہیں سنتا ہی کبھی
صبر کی باتیں اوس سخت سنائی دیتی
وہ ہی سنتا ہے کہ جبر ہو کرم خالق کا
اور قوت سے خدا کی ہے قوی دل جس کا
ہے تسلی جسے دکھ اور مصیبت میں بدام
کیا ہے انسان کہ کرم جس پہ خدا یا تیرا
جسکی ہر وقت ہر اک حال میں کرتا ہر مدد

ایک مدت تک اس دہر میں کام لگا کیا
ہر زمان مجھ پہ رہا سایہ افضال قدیر
جو کسی سرنہ ہوا کام تھا وہ میں نے کیا
نہ تھا خنجر بھی مرے پاس نہ تھی تیغ و دوسر
گرچہ عالم میں مرزور کا تھا ہر جا شور
مثل مردہ ہوں اگرچہ میں یہاں زندہ ہوں
میرا ذلت کے لئے تا ابد اب نام رہا
دوست حرمان کے بجز اور نہ باقی کوئی
بے گمان ہو یہ ہی اکیس مصیبت کے لئے

جو سمجھ دار ہے اسکا وہی دم بھرتا ہے
جن کی شہرت ہے زمانہ میں قریب و بعید
اوس کو تلخی سے بھی تشبیہ یا کرتی ہیں
خوبی ہر شخص پہ اس طرح دکھاتی ہیں بدام
اوس کا ہوتا ہے ہر اک غمیر سے بہتر انجام
چاہتی ہیں کہ نہ معلوم ہو کچھ رنج و الم
صبر کے ساتھ وہ خوبی کے دکھاتی انجام
دل میں آتی نہیں امید کی ہرگز ہو خوشی
صورت نعمت ناساز دکھائی دیتی
جو کہ ایمان خدا پر ہے ہمیشہ رکھتا
اور امید خدا داد نے مگر جس میں کیا
ہے نہ وہ صیدِ فکر نہ شکارِ اوہام
جس کو ہر چیز یہ عالم میں سرفراز کیا
کرتا ہے اوس کے مخالف کے ارادے تو رد

دکھ میں اور سکھ میں اسکا بھلا کرتا ہے
 نہ کرم اتنا ملا یک پہ نہ حیواں پر ہے
 خاص کراؤں پہ کہ مخصوص تم ہی مالک
 خاص و صاف دے اور فضیلت بھی دی
 تاکہ ظاہر کریں اس ہر میں ہر تیرا جلال
 اسکی خاطر کریں کل زندگی اپنی وہ تمام
 ایسے لوگوں کو بھی کر دیتا ہے تو خوار و ذلیل
 پہلی حالت جو تھی اوس بھی گرا دیتا ہے
 اون کو انسان کی نگاہوں میں تو کرتا ہو ذلیل
 کبھی تلوار کا لقمہ اونھیں کر دیتا ہے
 لاش اون کی تو کھلا دیتا ہے حیوانوں کو
 بت پرستوں کی اونھیں قید میں کرتا ہے کبھی
 جن میں انصاف نہیں ان کے تو کرتا ہے سیر
 اوس سو گرنج بھی وہ جائیں تو غیبی کا شکا
 جو جوانی کے گناہوں کی سزا ہوتی ہے
 یہ بہادر جو کہ غازی ہے خداوند ترا
 رحم کراؤں پہ کہ کس طرح ہوا ہے ذلیل
 اپنے انصاف سے کراؤں کا تو انجام خیر
 دیکھئے سامنے سے کون چلا آتا ہے
 وہ چلا آتا ہے جس طرح کے بندر چہان
 بادبان جو کہ اڑتا ہوا آتا ہو کہین
 ابر کے مثل چلی آتی ہے خوشبو کی ہوا
 بے گمان یہ ہے دلیلہ جو چلی آتی ہے

نعمتیں فضل سے اپنے تو اعضا کرتا ہے
 رحم اور لطف و کرم جتنا کہ انسان پر ہے
 رہتا اوں کا تو ہو تو ہی ہر اون کا مالک
 خاص طاقتا و نہیں ہی خاص ساقیت بھی دی
 اور خلقت کی تری اون کو محبت ہو کمال
 جس سے ہو فائدہ اور اون کا کریں ایسا کام
 یاد میں لاتا نہیں اون کے کوئی کار جیل
 اون کو ہر طرح سے نچا تو دکھا دیتا ہے
 دوست تھے گرچہ ترے پہلے وہ مانند خلیل
 ایسی حالت میں بھگت تو خیر لیتا ہے
 تاکہ حیرت اونھیں ہو دیکھ کے انسانوں کو
 ذلت و شرم و پشیمانی اوٹھائیں وہ بھی
 تاکہ میں اون کو برا جو ہوں بزرگ و راجہ
 اور امراض کی پیری میں نہایت ہو مار
 لطف جو زیست کا ہوا و سکو وہی کھوتی ہے
 جس نے قوت کا تری دہر میں اظہار کیا
 عفو کراؤں کی خطاؤں کو خداوند جلیل
 سارے جھگڑوں کا خداوند ہوا تمام خیر
 ساتھ اپنے وہ کئی اور کو بھی لاتا ہے
 خوشنما جو ہو بھرا جس میں ہو سامان و
 اپنا جو بن وہ سمندر میں دکھاتا ہو کہین
 اور اوس سے ہے ہلک و ٹھٹھا میدان سارا
 خوب و عورتوں کو ساتھ میں ہلاتی ہے

لیکھ رقتار و گل ندام و در سبب قن
اوسکا بلبل سہر زلفیت و دریا و حیر
سرے لے پاؤن تلک پہنچے الماس و گھر

شمسوں بے وقامیری یہ پیہی واسے آئے مت دو

اجباب دور وہ اب نہیں نزدیک علی آئی ہے

غور سے تجھ کو وہ اب کیجی اور روتی ہے
جس طرح بارے شبنم کے جھکا ہو کوئی گل
آنسوؤں نے اوسے حد درجہ جھکایا ہے

تر نقاب شکون سواوکی ہر سراسر دم
بولنا چاہتی ہے دیکے وہ دھارسن کو

شک و شبہ کے ساتھ آئی یہاں

حقیقت یہ ہے میں ہوں تقصیر وار

تری ناخوشی سے میں ڈرتی بہت

کیا میں نے جو کچھ نہیں اچھا کھا

تہ امید ایسے نتیجہ کی تھی نہ

مرے اشک و هو ڈالیں میرا گناہ

یقین نہ تجھ سے معافی کا ہے

زبان کی تلافی ہے مشکل ضرور

ترے کام میں آؤں جیسے بنے

ترے حال کے جاننے کے لئے

محبت مری ڈر پہ غالب ہوئی

وہی مجھ کو لے آئی یاں پر ضرور

نہ وہ عشق اپنا فرا موش کر

جو جلو میں ہیں کینزین وہ ہیں سبب تن
کس تراکت کی چلی آئی ہریاں پر وہ تیر
زیب تن اپنے کے ہر وہ مرصع زیور

غم و اندوہ الم ساتھ میں وہ لائی ہے

سیر و تسکین قرار اپنا وہ سب کھوتی ہے

جسے حالت پہ بہت لڑوہ کنا ہو بلیل

غم و افسوس نے حد درجہ رولایا ہے ابھی

جس سے شیرازہ تکلم کا و دریم برہم

اوسکی باتوں کا اثر تاکہ تری دل پہ ہو

نہیں عذر کچھ ساتھ لائی یہاں

نگاہوں میں تیری ہوں حد درجہ خواہ

میں پچھائی اور تو یہ کرتی بہت

نتیجہ برا اوس کا اندھ ہوا

ہوئی تلخ میرے سبب زندگی

نہیں ہونے دے مجھ کو تو بہ تباہ

خیال اب بھی تیری بھلائی کا ہے

مگر چاہتا ہے یہ ہی دل ضرور

میں آرام ہو پنجاؤں جیسے بنے

میں آئی ہوں کر تو قبول اب مجھ

وہ دیدار کی تیرے طالب ہوئی

نہیں تیرے الفت سے دل اب بھی دو

تو تھا بتلا جس میں شام و سحر

اوسی کی بدولت مجھے کرمعاف
 شمون جابیان سے نہ کر پریشان تو
 مثل رو باہ تیری عیاری
 واسطے میرے زہر قاتل تھی
 اپنی باتوں سے دل جلانہ مرا
 تیری توبہ میں ہے ریاکاری
 تجھ سی سب عورتوں کا ہو یہ حال
 شوہروں کو وہ دام میں لا کر
 صبر کو اون کے آزماتی ہیں
 وہ ہے نادان جو دام میں آئے
 عین سنوں گا نہیں تری ابا بات
 جن میں نیکی کا ہے بہت جو ہر
 عفو کرتے او نہیں وہ ہیں ہر بار
 پھر او نہیں وہ فریب دیتی ہیں
 کرتی برباد اون کو ہیں آخر
 سخت عبرت مرا ہوا کل حال
 کرنے تقصیر کو ہلکا نہیں مین آئی ہوں
 ہوگا بتر کہ کرے تو مری حالت کا خیال
 تاکہ ہو میری طرف سے تری نفرت کچھ دور
 صرف کننا یہ جو میں تھی زن کم عقل ضرور
 مجھ میں باتیں ہی تھیں جو کہ میں کل نسوان میں
 بھید کے جاننے کی ٹوہ بہن رہتی ہے
 بھید کو کرتے ہیں ہم فاش نہیں اس میں شک

کہ ورت سے دل اپنا کر اچھے صاف
 میرے دکھ کا ہوئی ہے سامان تو
 بے وقائی بھی اور مکاری
 جس سے بربادی میری کامل تھی
 کھل گیا ہے فریب مجھ پہ ترا
 وہ صداقت سے ہے بہت عاری
 ہے ریاکاری واقعی اک حال
 اون کو برباد کرتی ہیں یکسر
 سبز باغ اون کو وہ دکھاتی ہیں
 زخم پر زخم اون سے جو کھائے
 عین سمجھتا ہوں تیری ہر اک گھات
 ایسی توبہ کو کرتے ہیں یاور
 مثل سابق کے کرتے ہیں او نہیں سار
 پھر دغا سے وہ کام لیتی ہیں
 حال جس طرح میرا ہے ظاہر
 تیری عیاری سے پیری تمثال
 عذر تقصیر کوئی بھی نہیں مین لائی ہوں
 تاکہ ہو تیری عنایت سے مرا اچھا مال
 بخش دے اپنے کرم سے مری جو کچھ میں قصور
 دورانہ لشی سے تھی واقعی حد درجہ دور
 جن کا چرچہ ہے کہ دمہ میں ہر اک انسان میں
 اپنی دانست میں عادت یہ سدا اچھی ہے
 نہ ملی زن نہ کرے بھید کو جو فاشل بتک

عفو کر دے گا جو ان باتوں کا لاگ خیال
گو خطا میری ہے تیری بھی خطا ہر بیشک
راز وہ جس سے تیری لیت کا تھا دار و مدار
کرنا لازم نہیں تھا کبھی تجھ کو اور
اپنے ہی ہاتھوں کیا تو نے ہر نقصان اپنا
تیرے اعدا پہ کیا راز تھا افشا میں نے
اپنی نادانی سے یہ کام ہوا تھا سر د
بدسلو کی کاترے ساتھ گمان تھا نہ مجھے
خوش سلو کی کا یقین مجھ کو لاتے تھے مدام
میں یہ سمجھی تھی کہ بن جائیگا میرا تو اسیر
ساتھ میرے تو رہے گا تو رہے گا خوش کام
چھوڑ کر مجھ کو ہم پر نہیں جائیگا کبھی
متنہ والی کی طرح مجھ کو نہ چھوڑے گا کبھی
ہوگا عاشق نہ کسی اور کا مجھ کو تو چھوڑ
جو کیا میں نے محبت سے کیا کر تو یقین
علی جان ایسی محبت میں ہوا کرتی ہیں
رحم اور عفو کیا کہ تے ہر عا شق ہر دم
تو شقی لوگوں کے مانند شقی مت بن اب
زور تجھ میں ہو بہت پر تو نہ اتنا بن سخت
رحم کر مجھ پہ تو غصہ کو دے اپنا اب چھوڑ
فتنہ پر واز وریا کار و فسون گر عیار
صرف اس واسطے کرتی ہو خطا کا اقرار
صرف کینہ کے سبب تو بیان ہو آئی

شمنون

ایسی باتوں سے ہوا اگرچہ برا تیرا مال
ہوفا اگرچہ میں ہوں اور میں ہوں کو نک
جسکے افشا سچ میں جاتا سر اسرے کار
اوسکے افشا سچ اوٹھانی پڑی لت ہر تجھی
تر کیا تو نے خطا کر کے ہر دامن اپنا
حق یہ ہے کام کیا تھا میں چھپا میں نے
ورنہ میرا نہ ارادہ کوئی اس میں تھا بد
یہ ارادہ کبھی اعدا کا عیان تھا نہ مجھے
تیری بیٹوی کی باتیں وہ دکھاتے تھے مدام
یہ نہ سمجھی کہ تجھے قید کرینگے وہ شریر
اور صحبت سے تری لطف و ٹھاؤنگی مدام
ہجر کا صدمہ مراد دل نہ اوٹھائیگا کبھی
وصل کے لطف اوٹھایا کر لگی جان میری
نہ بلائے گا مرے دل کو نہ دیگا تو توڑ
برا انجام ہوا جس سے ہوئی ہو میں لعین
جو کہ انسان کا انجام برا کرتی ہیں
اپنے معشوقوں کے رہتے ہیں شائق ہر دم
اگرچہ مجھے ہوا حاصل تجھے ہر سچ و تعب
بے معافی کے چلی جاؤں میں یاں سر کم سخت
کینہ و قہر سے اور سختی سر دل اپنا موڑ
بے وفا خود غرض کا فرو بے دین نگار
تا کہ ٹھہرے مجھے سامنے اپنی بدکار
تجھ کو ہر گز نہیں اس جا پہ ہو توبہ لائی

میں خطا دار ہوں حد درجہ نہیں اس میں شک
 میں نمونہ بنابد عہدی الزام جو یہ
 یہ ملاست تو بڑی سخت مگر ہر یہ درست
 اپنا دشمن میں بنا پہلے بنی تو چھپے
 خود پہ الزام لگاتا ہوں نشان میں ہوں
 جب نہیں کرتا ہوں اس رہ میں اپنی کو مٹا
 مجھ سے امید نہ رکھتے تھے کو گرو گانین جان
 تو معافی کی نہ طالب کبھی ہوتا مجھ سے
 اپنی کمزوری کا تو عذر بیان کرتی ہے
 مانتا ہوں کہ یہ کمزوری باعث تھا ہوا
 تھی یہ کمزوری کسی طرح زیر نقد ملے
 ہر خطا کا یہ ہی عذر کیا کرتا ہے
 عذر تقصیر سے مانین خطا کا رہی کون
 راہزن دزد و قاتل و زنا کار ہر ایک
 عذر کمزوری کا لاسکتے ہیں نذر سے
 حق یہ ہے باعث ہر عیب خطا کمزوری
 ایسی کمزوری بری اسکا ہے انجام برا
 ہے بیان تیرا محبت سے کیا تھا جو کیا
 جو کیا تو نے زیر نقد کی خاطر تھا کیا
 حق یہ ہے کرتی محبت ہے محبت پیدا
 بے حیا اب نہیں کچھ عذر سے سامنے کر
 اپنے عذرات سے تو عیب کب کرتی نہاں
 نزد تیرے نہیں کمزوری کا ہر عذر قبول

یہ خطا اس سے نہیں کم ہر تری کو زہمک
 جو کیا میں نے حقیقت میں برا کام جو یہ
 ہر بجا واقعی جو کچھ تو کہے سخت دست
 ہاے بد عہدی نے اب تو کیا برباد مجھ
 اپنی بد ذاتی سے حد درجہ پریشان میں ہوں
 اپنی بد ذاتی کا اقرار میں کرتا ہوں صاف
 تیری باتیں ہیں ہر اک طرح حقیقت کے خلاف
 جھوٹا دکھ سحر کا ہرگز نہیں ونا مجھ سے
 عیب اس پردہ میں اپنی تو نہاں کرتی ہے
 اس سے ہو سکتا نہیں جرم ہے ہلکا تیرا
 بے وفائی کا کیا مرتکب اس نے ہی تجھے
 دھوکا اس طرح سے وہ دل کو دیا کرتا ہے
 دہرین مرتکب جرم و سراوار ہے کون
 بے وفادوست و دغا باز و ریاکار ہر ایک
 کون ٹھہرائے گا دنیا میں خطا کار کے
 و زدی و خون زنا اور دغا کمزوری
 ساری کمزوری کا اس دہرین ہر کام برا
 پر محبت کا کبھی کام نہیں ہے ایسا
 سختی دل سے عداوت سے سدا کام لیا
 تجھ سے نفرت میں رکھوں لپا شرمیر ہوا
 اپنی بالوں سے نہ تو میرا جلا قلب و جگر
 شرم ناک ہے تری دہرین اس سے بھی عیان
 ایسے عذرات سے ہرگز نہیں مجھ کو ہر حصول

اپنی کمزوری کو بے ہوشی سے سمجھتا ہر ضرور
 آزمائش سے میری سخت تجھے ہو معلوم
 مجھ پر حملے تھے بڑے بڑے میری تھوڑی سی
 سخت دشوار تھا اس وقت میں قائم رہنا
 کوئی بھی ہتھیار میری جاوید قائم رہتا
 نہ کیا تجھ کو نہ یہ نقد کی خاطر برباد
 قوم کے میرے جو حاکم تھے میری پاس کئے
 مجھ کو لپک بھی دیا دھمکی دی و حکم دیا
 قومی اور دینی فرائض مجھے تباہ تمام
 مجھ کو تباہ کیا کہ تو قوم کا تھا سخت عدو
 قوم کے سیکڑوں اشخاص کو مارا تو نے
 جو پوجاری تھے دھون کے یہ سنایا کرتے
 تو مرے دین کا دشمن تھا میری ملت کا
 گر بھنسا دون تجھے ہو جائیگا خوش مجھ سے
 یہ دلائل تھیں قومی کچھ نہیں تھا ان کا جواب
 تجھ کو برباد کروں تیری مین بنوں عدو
 ملکی خدمت کیلئے یہ ہر مناسب سب کو
 قوم اور ملک کی خاطر وہ کرے کتب تیار
 جو کہ دانا ہیں وہ ان باتوں کا کرتے اظہار
 جو کیا میں نے اسے فرص سمجھ کر کے کیا
 ڈھونڈھتی اب تو ریاکاری دین کی ہر
 یہ دلائل نہیں کام آتے جو الفت ہوتی
 ہاے تو نے نہیں کی کچھ میری الفت کی قدر

شمسوں

جسکے باعث ہے حقیقت میں تیرا دل بھرا
 آخر کار مراد دل ہوا اس کا محکوم
 زندگی واسطے میری تھی ہر اک دم جنوں
 گو کہ اس وقت ہے آسان مجھے بد کہنا
 کون سا نذر مرے قوم کے طعنے سہتا
 ایسے الزام سے کراپنا نہیں دل تاشا و
 اور دلائل قوی وہ سامنے میری لائے
 عقل سے اپنی بہ ہر طور غرض کام لیا
 دام میں تجھ کو بھنسانے سحر ہوا گانا م
 تیرے کردار سے کلام مچا تھا ہر سو
 صد ہائیوں کو یتیموں کو لایا تو نے
 (رنگ میں دین کے ہر بات کھایا کرتے)
 ملک کی خیر کا اور اسکی ہر اک عظمت کا
 تھا یہ لازم کہ یوں ہی ملک کی خدمت میں
 پر محبت نہیں لاتی تھی یہ دل میں تاب
 آخر کار کیا دل کو سرا سر ایک سو
 خاص الفت ہو دیا فائدہ جس طرح کا ہو
 نیکی و فرض کا ان باتوں پہ ہے دار و مدار
 ان کی خوبی کا ہر اک وقت ہیں کرتے اقرار
 گرچہ نقصان ہوا اس سرا سر تیرا
 یہ ہے ہوگی اسی دین کی خاطر تو تباہ
 کام کچھ اور ترے ہوتے محبت ہوتی
 بے وفائی کی بھلا یہ تھی محبت کی قدر

قوم کی عورتوں کو چھوڑ کے کچھ کو تھا چنا
 رار بتلایا تجھے عشق سے مغلوب ہوا
 اتنا کرنے پہ سمجھتی ہے مجھے اپنا عدو
 قوم کا تیری مین دشمن تھا کیا جب بیاہ
 مان کو اور باپ کو اور ساری اقا رب بھی
 مین کبھی اون کی رعیت نہیں تھا تو مٹی مٹی
 تجھ یہ عاید نہیں تھے قوم کے اور ملک فر
 تجھ سے جو چاہتے کروانا مری جان کے خلاف
 تھا حقیقت مین ہر اک مین شریعت خلاف
 ملک بھی تیرا نہیں پر ہے ہمارا الحق
 حس کو ہم کو ہر دیا حق نے کہ اوکا ہو جلا
 کرتے قائم مین حکومت کو خدا کے خلاف
 تجھ کو لازم تھی یہ وہ کی پرستش کرنا
 راضی کرنے کو اللہ کے ہر کی تو نے بدی
 ہونا وہ چاہتے مین تیری بد سے غالب
 جبکہ مین خوش وہ بدی وہ خدا کیونکر مین
 حکم کیون مانے کوئی اور دُر کیون اپنے
 عذر جو تو نے کیا ہے وہ حقیقت مین فضول
 بد نما و جیسے بد تر مین تیرے عیب کام
 بحث مین مرد پہ غالب نہیں عورت آتی
 یہ تو مکن ہے کہ معقول نہ وہ بات کرے
 پر پریشان او سے سخت وہ ہی بات کرے
 حقیقت مین میری تھی از حد حماقت

سیلہ

سون

سیلہ

بیاہ کرنے کے سبب تجھ سے ہر اس کا بنا
 تجھ کو خوش رکھنا ہر اک طرح سے مرغوب
 قوم کا اپنی سمجھتی ہے مجھے دشمن تو
 کیا سبب وہ ہوا جس سے کیا مجھ کو تباہ
 ملک اور قوم کو تھا چھوڑنا خاطر ستری
 تو ہر اک طرح سے میری تھی نہ مین تھی میری
 فرض اب وہی ترے تھو جو کہ میری فرض
 اس طریقہ سے تھا مطلب کہ مین مجھ سے مصاف
 واقعہ یہ کہ ہر اک کی ہر طبیعت کے خلاف
 ہم کو وہ حق سے ملا ہے وہ خدا کا حق
 قوم کا تیری حقیقت مین ہر کچھ اور خیال
 مین وہ تاریک بھی اور نور صیبا کی مین
 جس کا یہ ملک ہر اور جگہ ہی ملوہ ہر جا
 ہے بدی تیری عرض تیری اللہ کی خوشی
 اس سے وہ تجھ سے برائی کے ہوئے ٹھوٹا
 قادر و مالک خالق تو بتا کیونکر مین
 جبکہ شر ہوئے مین کام بدی کیوں و شر
 ایسی باتوں سے نہیں ہوگی کبھی تو مقبول
 تو سمجھے کہ ہر اک طرح ترے تھے تیری کام
 وہ دلائل مین شک و یقینا پاتی
 بحث معقول سے او سکون نہیں ہات کرے
 مثل تیرے وہ بیاد ہر مین آفات کرے
 کیا کام بے دانشی سے نہایت

ہوئی مجھ سے غلطی ہوئی جلد بازی
 نہ اُن باتوں کا دل میں لا تو خیال اب
 نہیں کھ کی حالت میں تو آپ کو رکھ
 تو اب اپنے اعضا سے خط بھی اوٹھانا
 تو آرام سے گھر میں رہنا ہمیشہ
 میں لونڈی کے مانند خدمت کرونگی
 میں آزادی اب تیری حاصل کرونگی
 کہ آزادی تیری کریں وہ عنایت
 تلافی خطا کی میں کچھ کر سکوں اب
 تیرے کام میں پیری میں آؤں پیارے
 تری زلیت آرام سے تالبر ہو

شمنوں کیا ضرورت خیال میں لائے

ایک ہم دو نہیں ہیں پردہ بین
 میں تیرے جال میں نہ آؤں گا
 غمزہ اور عشوہ تیرا جادو چشم
 ناز و انداز کی تری باتیں
 جانتا ہوں نہ آؤں گا اون میں
 مثل اوس ناگ کے بنوں گا میں
 جو کہ بہرہ ہو جس پہ منتر کا
 جب تو انا تھا اور تھا میں جوان
 جب مجھے لوگ دیتے تھے عزت
 ڈرتے تھے بعض پیار کرتے تھے
 بیبی، ہو کر کے مجھ کو پھنساوا

میں اسکے لئے چاہتی ہوں معافی
 تو کر سینہ سے دور رنج و ملال اب
 دوبارہ مزہ زلیت کا اپنی تو چکھ
 کہ گزرے ترا عیش سے پھر زمانہ
 اسی طرح پھر دکھ نہ سہنا ہمیشہ
 میں مشغول خدمت میں ہر دم رہوں گی
 میں سرداروں کو اب تو مائل کرونگی
 کہ تادے سکون تجھ کو ہر وقت راحت
 ترے دور ہوں پیارے رنج و تعب اب
 محبت کو میں کام میں لاؤں پیارے
 ترے واسطے جیل خانہ نہ گھر ہو

مجھ کو۔ تو غم مرے لئے کھائے
 اب تو واقع میں غیر ہر دو ہیں
 دھوکے پر دھوکا پھر نہ کھائوں گا
 تری قاتل نگاہ آہو چشم
 تری چالاکیاں تری گھاتیں
 اور نہ خود کو پھنساؤ گا اون میں

(دور تجھ سے سدا رہوں گا میں)

بالیقین کچھ اثر نہیں ہوتا
 خوبیاں دہر میں تھیں میری عیاں
 دیتے تھے میرے کام کو شہرت
 مجھ سے نفرت لگی تو ہی کرنے
 ہر طرح نیچا مجھ کو دکھلا یا

مجھ کو دشمن کے ہاتھ میں جیپا
 اب میں ہوں جب کہ ہر طرح نامیاد
 کو رہوں مثل بچے کے بے بس
 کس طرح تجھ سے اب رکھوں امید
 روز و شب تو ذلیل رکھتے گی
 زن پرست اب بنائے گی مجھ کو
 کاموں کو اور باتوں کو میری
 دشمنوں پر کرے گی یوں ظاہر
 وہ ستائیں وہ چھڑیں اور دکھ دین
 تیرے گھر میں نہ اب رہوں گا کبھی
 چھوٹا جب تیرے پنجم سے صیاد
 گھر ترا جیل خانہ وہ لاریب
 اوس سے بہتر یہ قید خانہ ہے
 آؤں میں پاس تیرے پیار سے
 تجھے پیار کروں

دلیلہ

شمنوں پاس میرے نہ آبت خون خوار
 یاد آجائے تیری بد ذاتی
 توڑ ڈالوں میں ہڈی پسلی تری
 دور سے اب معاف کرتا ہوں
 جھوٹھ پر اپنے رویا کروں رات
 با وفا بیویں میں ہو بدنام
 تجھ سے حاصل کیا کرین عبرت
 اوس سے اپنا رنڈا پہ کر آخر

کم ہے جتنا کروں تیرا شکوہ
 اور نگاہوں میں سب کی ہوں میں
 ہوں میں بد حال اور بہت بکیں
 کا پتا ہوں میں تجھ سے مثل بید
 اور نہ خدمت کرے گی میری کبھی
 روز و شب تو رلاے گی مجھ کو
 (جیسی عادت بھی پہلے تھی تیری)
 تاسرا سربرے وہ ہوں ظاہر
 اور شقاوت سے کام وہ سب لین
 تیرا قیدی نہ اب بنوں گا کبھی
 زلیست بھرا اب رہوں گا میں آزاد
 جس میں صد ہا فریب ہیں صد غیب
 گو نہ یاں زلیست کا ٹھکانا ہے

تانا ہو جائے تیری حالت زار
 میرے ہاتھوں ہو تیرے بادی
 تجھ کو مجھ سے چھڑا سکے نہ کوئی
 ہاتھ تجھ پر نہ صاف کرتا ہوں
 بے وفائی غضب کی تھی ہیبت
 جو کہ دنیا میں ہیں زنِ گلفام
 تجھ کو جو زر ملا ہے بے غیرت
 تو جو ہے ہر فریب میں ماہر

جابیان سے نہ اب سنا مجھ کو
 تو شقی ہے تجھ کس طرح سنا کوئی
 مثل طوفاں ترا غصہ ہر نہایت ہی شدید
 گو کہ طوفاں کر اور بحر سے ہوتا ہے میل
 میل ہو جاتا ہے پھر بحر میں اور ساحل میں
 کس لئے آپ کو عاجزین کروں حد کو یاد
 مجھ سے نفرت ہے نہیں آنا گوارا ہر مرا
 بے وفائی کے لئے مجھ کو ملامت کرتا
 مجھ کو کچھ کام نہیں تجھ سے غرض کچھ بھی نہیں
 ہوگی اس دہر میں سرد درجہ کی شہرت حاصل
 پیر و ازہن شہرت کے سیاہ اور سفید
 منہ بھی دور رکھتی ہے اور ہر یہ عجوبہ دیسی
 گر ہے بدنامی کہیں ہو تو دگر جا شہرت
 ملک میں تیرے میں بدنام ہوئی شک نہیں
 اس سے خوش ہوں کہ جو میں چاہتی تھی وہ ہو
 ملک کے واسطے شوہر ہو بھی کی میں نے دعا
 میں جیون یا میں مروں ٹکڑا ہوگی مدام
 عرس تربت پہ مری ہو گا بڑی موم کیسا
 ملک میں میرے ہر یا سئل کی جسطرح ثنا
 ویسی تعریف مری ہوگی شب روز بیان
 رشک مجھ پر کرے یا کوئی ہونا خوش مجھ سے
 نہ خرفن ایسے مجھ کو نہ ہر پروا اس کی
 یہ گئی یان سے جو تھی واقعی کانی ناگن

اجاب

پھر نہ منہ اپنا تو دکھا مجھ کو
 کون تدبیر میں جنھیں کام میں لائے کوئی
 زلیست بھر تجھ سے نہیں میل کی مجھ کو ہر امید
 دونوں میں پیار سے کچھ دیر کو ہوتا ہے کھیل
 میل کی تجھ سے نہ امید ہر نہار سہمیں
 جبکہ امید نہیں تجھ سے برائے گی مراد
 مجھ سے ناراض ہر اک طرح سدا ہر تیرا
 میری بد عہدی پہ ہر طرح سے لعنت کرتا
 اور اس بات کا الحق ہر مردل کو یقین
 ملک میں ہوگی نہایت مجھے عزت حاصل
 اس سے رکھتے ہیں ہر اک طرح کی اشتیاق امید
 وہ ہر اک طرح ہر اک شخص کو راضی رکھتی
 ہے یہاں کون جسے دہر میں ہر جا شہرت
 ہر مرے ملک میں شہرت ہوئی اسکا ہر یقین
 ملک میں میرے حقیقت میں ہوا نام مرا
 ملک نے میرے نہایت اسے اچھا سمجھا
 قوم میں گائیں گے سب لوگ مری خوبی مدام
 اور ثنا گائیں گے سب لوگ مری موم کیسا
 قتل بے رحمی سے اور دھوکے سے سزا کو کیا
 جو مرے دل میں کتاب میں نے کیا او کو کیا
 (آخری بات کہے دیتی ہوں یہ میں تجھ سے)
 آخری بار ملاقات ہر اب تجھ سے مری
 زہر خواہ کا ہوا اس کر یہ ہم پر روشن

اقاضیوں

باب ۵۰۴

شمسوں جانے دو اس کو یہ ہر واقعی کالی ناگن

راز وہ جس پہ حفاظت کا مری دار و مدار

اوس پہ افشا کیا اور اوس سے ہوا ہر دلیل

اجباب حسن محبوبان میں ہر قوت عجب

جب کہ مائل ہوتے ہیں رغبت دکھا

تا محبت پہلی وہ حاصل کرین

دل نہیں قابو میں رہتا ہے کبھی

شمسوں میان یہی کے جھگڑے چکاتے ہیں

مگر بے وفائی کا ہے یہ نہ حال

اجباب بے وفائی ہے حقیقت میں خراب

بے وفا ہیں عورتیں اور مرد بھی

بھول جاتے ہیں وہ موسیٰ کا کلام

مرد و زن ہیں دونیں پر ایک ہیں

ہے دوئی جس جا خرابی ہے وہاں

پھر نہ ہوں یہ حادثے ہر گز عیان

آنے کو طوفان ہے جاتے ہیں ہم

شمسوں دن تو تھا صاف حقیقت میں ہے

طوفان آتا ہے -

اجباب طون اور طرح کا آتا ہے

اب یہاں -

شمسوں صاف کئے چستان میں کچھ نہیں

اجباب نہ امید کر بیٹھی باتوں کی پیارے

جو تھیں آزمائش ترے دل کی خاطر

آئی یان پر کہ حماقت کرے میری روش

زندگی کی بھی صیانت کا مری دار و مدار

اپنے کو اپنی حماقت سے کیا پاسے دلیل

جس سے ہوتی دل کو ہر رغبت عجب

اپنی رعنائی بھی اور ترست دکھا

عاشق رنجور کو مائل کرین

ہے دل عاشق کو اس میں بے بسی

خوشی دل میں وہ بعد کو لاتے ہیں

ہے اس حال میں میل از حد محال

واقعی شوہر کے دل کو ہے عذاب

بے وفائی سے ہر دل تک سرد بھی

تھا جو الہام خدا سے لا کلام

اس طرح سے ایک دو ہر ایک ہیں

بے وفائی کا مٹے تمام نشان

ہو کسی کا پھر نہیں ایسا زبانی

پھر یہاں کچھ دیر میں آتے ہیں ہم

اب نہیں میں اس کے لائق بالیقین

نہ ناز و ادا اور غمزوں کی پیارے

فریب اوں کا آخر ہوا تجھ پر ظاہر

تو ہوسخت باتون کے سننے پہ مائل

بڑی شان اور زغم سے بیان یہ آتا
دلیلہ کا پچانتا تھا نہ مشکل
یہ ہر کیف آتا نہ جنگ و جدل کو

شمون کسی مقصد سے یہ آئے نہیں
ڈر ہے مجھ کو۔

اجاب آگیا اس کا تو مقصد ابھی
جانے گا ضرور۔

حرافہ تعزیت کے لئے آیا نہیں ہوں شمون
خوش نہیں تیرے مصیبت پر لقیں کہ اسکو

ہوں بنی عوج مرا نام حرافہ کہتے

شک نہیں تو نے مرا نام سنا ہو گا ضرور

کارناموں کو ترے مین نے سنا شمون

ہے یہ افسوس کہ اس وقت نہیں حاضر تھا

جانے اسکو کہ مین ہوتا مقابل تجھ کو

چاہتا ہوں کہ ترے غور سے اعضا دیکھوں

شمون نہ ور کا میرے مزہ چکے نہھی

جانے گا اس سے

حرافہ مجھ سے کیا لڑنے کو تیار تو ہوا شمون

تجھ کو عاجز نہ کیا قید و سلاسل نے بھی

استخوان خرتا داں سو کہ جب قتل کئے

کاش مین ہوتا ملا دیتا تجھ کو خاک میں تب

قوم کا نام مری ہوتا تو ہوتا بدنام

حرافہ اب آتا ہے نیکو خصائل

قوی ہے وہ قوت کو اپنی دکھاتا

نہ معلوم کس بات پر ہے یہ مائل

دکھاتا ہے بے فائدہ اپنے بل کو

اور مقصد میرے آنے کا بیان ہے شمون

پر نہیں دوست سمجھ اپنا مجھے اور خوش خو

کون ہو جو کہ نہیں دہر میں اقف مجھ کو

گر نہیں درجہ بہت چھوٹا ترا ہو کا ضرور

پر یقین مین نے نہیں اونکو کیا اے شمون

جنگ کرتا تھا بہت زور تر اظاہر تھا

ہے یہ مشکل کہ تو جان اپنی بچاتا مجھ سے

سیج تھی یا جھوٹ تھی شہرت تری اسکو جان

جب کہ ہر طرح سے لے کار تو اے شمون

وہ ہی غرہ ہے ترا اور وہی شخی تری

قوم کے صد ہا جوان مین نے سنا ہوتے

کچھ نہ بس چلتا اگر لاتا تو ہتھیار بھی سب

قوم عزت سے مجھے یاد کیا کرتی مدا م

۱۔ استا۔

۳۱۔ ۴۔

شوع۔ ۲۔

۱۰۔ اسلاطین

۴۔ ۱۹۔

۳۱۔ قاضیون

۱۵۔ ۱۴۔

۲۰۔

ہر تو نابینا کروں جنگ میں کیونکر تجھ سے
فخر مت کر کہ جو تو کرتا مگر اب کر
اندر سے سے جنگ کرنا مناسب نہیں مجھ کو
برا سلوک تھا سرداروں کا تو بیشک
حوالہ اون کے دغا سے کیا گیا تھا میں
وہ جنگ میں نہیں غالب کبھی ہوئے مجھ پر
نہ سوتے جاگتے گھر میں بھی مجھ پر غالب تھو
چھپے وہ گھر میں میں سوتا تھا رات کو جب ہم
معین بیبی کو میری بنایا اون سب سے
کراتا شادی کے عہد وفا کا خون اوس سے
اگر ہو جنگ تو ایسے مکان میں ہو تجھ سے
نہ رہ تو بہن نے اور خود اور پھر نے
تو کر لے لے فقط ڈنڈا مجھ کو تو دور
کرے گا ڈنڈا مرا سر کو تیرے چکنا چور
تو چاہے گا کہ دگر بار جات کو جائے
مگر رہائی نہیں ہوگی مجھ سے تیری کبھی
نہ رہ بکتر اور سارے ہتھیاروں کو
نہ لازم کہ اتنا برا تو کہے
اونھیں لائے سب پہلوان کام میں
حفاظت ہیں اور زیور مرد ہیں
سے قوت تری سحر سے لا کھام
تو کہتا ہے بالوں میں میرے تھاروں
نہیں اون میں ہو سکتا ہے ایسا زور

شمسوں
حرافہ
شمسوں
حرافہ

ہوتا جو کام نہ ہو سکتا ہوا ہے مجھ سے
ہو سکے تجھ سے جو کچھ اب تو وہی کہے تو
اور فخر بھلا کیا ہے کیا زیر جو تجھ کو
ستاتے حد سے زیادہ رہے مجھے اب تک
اور اندھا چور و جفا سے کیا گیا تھا میں
یہ حال سب پر ہر روشن نہ مخفی ہر تجھ پر
وہ ساتھ فوج کے لڑ سکتے تھے نہیں مجھ سے
ہو انہ خوف مرا پھر بھی اون کے دل سے کم
کرایا کام جو واجب نہیں تھا وہ اوس سے
حقیقی دین کے نور و ضیا کا خون اوس سے
کہ چھوٹ کر نہیں تو بھاگ جا سکے مجھ سے
تو پر چھالے لے تو شمشیر تیز ترے لے
جو چاہے دل ترا ہتھیار اب تو سب سے
کرے گا فخر ترے دل سے وہ سراسر دور
وہ ان تو فخر کرے زور اپنا دکھلاے
جوشک ہو تجھ کو نہ جانیان ہی جنگ کر رہی
کمانوں کو تلواروں کو ڈھالوں کو
ملی گر چہ قوت تھی از حد تجھے
ہیں مشہور یہ خاص اور عام میں
بلا ان کے سب گرد بھی گرد ہیں
کیا تو نے جو کچھ تھا جادو کا کام
خدا سے ہی حاصل ہوا میرا زور
نہیں حق سے پیدا نشی تیرا زور

افلسطین
کا ایک
شہر تھا۔

ہوں ساہی کے کاٹے سو رکے ہونال
 نہیں جانتا ہوں کہ ہے سحر کس کا نام
 ہے اعتماد میرا فقط ذوالجلال پر
 جو زور ہو وہ مجھ کو اوس سے عطا ہوا
 ہے زور میرے جس کے اعضا میں ہر جگہ
 حق کی طرف سے فرض مرے واسطے یہ تھا
 میں سر کے بال منڈتے نہ دوں عمر بھر کبھی
 طاقت ہر اب بھی وہ ہی اگر چاہے آزما
 منت و جون سے کر کہ تجھے زور دے وہی
 اور سحر جس کو سمجھا ہے باطل کر دی وہی
 پر باد رکھ کہ اوس کو کرے گا ذلیل خوا
 مجھ سے شکست کھائے گا جانے نہ پایگا
 خدا پر اب نہیں کر تو بھروسہ
 نہیں پروا تری ہے کچھ خدا کو
 کیا خارج تجھے امنت سے اپنی
 تجھے اب قید دشمن میں ہے ڈالا
 کہ چکی جیل خانہ میں تو پیسے
 نہیں باتون سے اب تکے گا کچھ کام
 ہے اون کے واسطے اب استرہ خوب
 بے حرمتی کی باتیں تیری جو ہیں سراسر
 میں مستحق ہوں ان کا اس میں نہیں ریشک
 جو کچھ خدا سزا دے میں صبر کروں گا
 تا تب کو بخش دیا اوس کا کرم ہمیشہ

شمس

حراقہ

شمس

مگر ایسی قوت کا ہونا محال
 لیتا نہیں کبھی ہوں میں ممنوعہ فن کا
 قدرت پر اوسکی اور اوس کی کمال پر
 جب خلق اوس نے مجھ کو کیا تب ہی دیا
 جس طرح تیرے جسم کے اعضا میں ہر جگہ
 (لازم تھا اس میں ہوں مجھ کو کبھی عطا)
 طاقت رہی ہمیشہ بدن میں مرے وہی
 و جون جو بت ترا ہے تو مندر پادسکریا
 اور پست سامنے ترے کر دی مجھے وہی
 ہونا نام اوس کا جس سے ہو عظمت تری تری
 مالک خدا جو سب کا اور سب کا کردگار
 غالب و جون پہ تیرے خدا میرا آری گا
 وہ قادر ہے تو کیا تجھ کو ہے چھوڑا
 ترے معبود تیرے کبریا کو
 کیا ہے دور اب رحمت سے اپنی
 جنھوں نے تیری آنکھوں کو نکالا
 غلام اور ہوں گدھی بھی ساتھ تیری
 او کچھ کر کون ہو گا ان سے بدنام
 وہ فوراً اون کو کر سکتا ہے مغلوب
 شمشیر سے زیادہ دیتی ہیں زخم دل پر
 یہ بھی سزا ہے میری میرے لئے ہے بہتر
 مجھ پر کرم کر گیا میرا خدا ہے برتر
 یہ ہی خیال آتا دل میں مگر ہے اکثر

ایمان سے لڑو گامیرا خدا پر حامی
بت تیرے اور وجہ بھی ناجیزا و سکا آگے
جس کی مدام کرتے دل سہین ہم پرستش
اے عہد شکن قاتل و غدار و ستم ساز
ہے مثل ترے تیرا خدا اگر ہو بد و گار
زبان دراز۔ ترے پاس اس کا
کیا ہے ثبوت۔

حراقہ

شمون

حراقہ

تری قوم ماتحتی میں ہے ہماری
ترے حاکمون نے یہ ہی بات سمجھی
اوٹھون نے تجھے جب خلاف اسکرپا یا
بلا جرم اشخاص ہی تو نے مارے
فلسطی پکڑنے کو فوج اپنی لائے
ضرر پر کسی کو نہ پہونچا یا ہرگز
فلسطی قوم سے میں نے چنا تھا کن کو
تمہارے شہر میں جلد کیا تھا شادی کا
مگر تمہارے جو سہارا تھے عداوت سے
یہ جبریبی سے وہ جانی پستان میری
کیا یہ جبر کہ میں تیس جوڑے پکڑے دون
کیا سلوک تھا جس طرح مجھ سے دیا کیا
تمہاری ہم یہ تھی مختاری جبر سے بے شک
یہ جبر کرنا اوسے دور میں نے سمجھا ضرور
جو کام کرتا تھا میں قوم کا وہی تھا کام
اسی سبب سے مجھے باندھ کر کے تم کو دیا

شمون

حاصل و سی سے ہوگی تجھ پر ظفر سراسر
معلوم ہوگا یہ ہی اللہ ہے سب سے برتر
قادر ہے اور جہان میں سب سے بڑا کبر
افعال یہ اور تجھ کو خدا پر ہے بہت ناز
بدنام ہوا تیرا خدا تجھ سے ریا کار

رعایا ہو تم سب نہیں شک ذرا بھی
اطاعت میں سمجھی اوٹھون نے بھلائی
تجھے پکڑا قیدی بنایا ہمارا
اوٹھین لوٹا اور اون کپڑے اتارے
گرفتاری کو وہ فقط تیری آئے
کسی کو نہیں لوٹا اور مارا ہرگز
کہ میری پیاری وہ ہو اور میری بیٹی
نہ جس سے کوئی تھا مقصد کبھی برا ہوا
بھرے تھے اور مرے درپے ہوئے شرارت کر
ہوئی بہت ہی پریشان جس کا جان میری
تھا جن کا لینا مجھے اون کی ہر طرح موزون
فلسطیوں کو کیا قتل اون کو پکڑا دیا
یہ جبر کرتے ہو مختاری ہم یہ تم اب تک
جو اہل دل ہیں نہ سمجھیں گے اس میں کچھ بھی قصور
مگر جو قوم مری بنی وہ سمجھی میرا کام
وہ سمجھے میں نے بغاوت کا سارا کام کیا

۱۔ قاضیون

۱۵-۹

۱۳-

۲۔ قاضیون

۱۴-۱۹

۲۰۔ قاضیون

۱۲۔ باب

کیا تھا پیدا خدا نے رہائی قوم کو دون
کسی نے پر نہیں افسوس میرا ساتھ دیا
غلامی اودن کی طبیعت میں بے گمان تھی بہت
یہ ہی سبب ہے کہ اب تک تمہاری وہ بین غلام
مگر رہائی میں اس قوم کو دلانا ضرور
میرے ہی قتل سے وہ کام ہو سکا نہ تمام
میں پست کرنے کو رکھتا ہوں تیرے اب بھی
سہ بارہ تجھ سے میں کہتا ہوں مجھ سے لڑتے

حرافہ

ہی غلام اب تو سرا و اسراے از حد
وہ سپاہی ہی نہیں تجھ سے کہنے سے لڑے

شمسوں

اے لاف زن تو آیا تھا قوت میرے جانے
پاس آ تو میرے تائین دکھا دون تجھ قوت

حرافہ

سن کے خاموش رہوں قتل اسکو میں
قتل کرنا مجھے تو چاہیئے تو حملہ اب کر

شمسوں

بیڑیاں پیر میں پر ہاتھ کھلے ہیں میرے

حرافہ

ایسی گستاخی کا لازم ہے کہ دین

اور جواب -

شمسوں

بزدل و نامرد اب تو بھاگ جا

یاؤن میں زنجیر میں تو بھی اگر
یا گھا کر تجھ کو پھینکوں سے دور

حرافہ

قسم و جون کی اب آئینگی آفتین تجھ پر

یہ شیخیان تری تجھ کو رولائینگی لاریب

جو اعدا قوم کے میرے تھی پست اودن کروں
کسی نے کام میں میرے زرا نہ ہاتھ دیا
اور اودن میں پستی بہت سدا عیان تھی بہت
غلامی میں ہیں رہا کرتے خوش خواص عوام
میں حق کی قدرت بے حد تھیں کھانا فرو
رہا میں اپنے گناہوں سے آخرش ناکام
میں فیصل مست ہوں ہے سانہ مری تو مور
بکال عو صلہ دل کا نہ جالو اب ان سر
جرم خون اور بغاوت کے ہو رہیں سرزد
محض دولت ہی بھلا فخر ہے لڑنے سے کسے
بہترین سمجھتا ہوں کہ جانچ او سکی تو کرے
قوت جو بہت جلد تری جان کو ہو آفت
اے دجون اس کے سبب سخت مصیبت میں ہوں
روک کچھ بھی نہیں جو دل میں تیری ہر سبب
سامنے اودن کے نہیں کچھ بھی وہ ہتھیار تری

ورنہ یاں رہ کر کے تو پچھتاے کا

حملہ ور ہوں چور کروں سر بسر
بھیجا بھی ہو جائے تیرا چور چور

تو جکڑا جائے گا زنجیروں کو زیادہ تر

نہ کام میں ترے ہرگز نہ آئین گی لاریب

اجاب

یہ پہلوان گیا شرمندہ ہو کے اب تانے
اکڑ دھکڑ نہ رہی آن بان وہ نہ رہی
مگر وہ بکٹا ہوا غصہ ہوتا جاتا ہے

شمون

مین ڈرنا اس میں اور نہ اس کی باتوں سے
اگرچہ او نہیں جڑی چلیت بلا شک ہے

اجاب

وہ اپنی قوم کے سرداروں پاس جاؤ گا
سب کچھ تو بتلاے گا بالضرور

شمون

کرے گا نہ اس ہزدلی کا بیان
کہ چلیخ لڑنے کا اس کو دیا

مجھے اور کیا اب تائین گے وہ
بڑھا سکتے وہ کام میرا نہیں

بہت ہاتھوں کا کام کرتا ہوں میں
مرے مالکوں کو ہے اس سے مفاد

بس اب موت ہی باقی ہے اور سزا
اسے کرنا تجویز ہے دوستی

مری موت کے ساتھ ہو انتقام
مقدسوں کے لئے شادمانی ہو اس دم

اجاب

کسی کو کرتا ہے وہ اون کے واسطے پیدا
ملائے خاک میں ظالم کا سارا کبر و غرور

انھیں کو جو کہ تاتے ہوں اہل دین کو مدد
وہ کرتا اون کے ہر آلات جنگ کو بے کار

وہ دیتا قوت حق سے انھیں مدد شکست
وہ مثل برق کے ایند کو فنا کرنا

خفیف ہو کے پریشان ہو کے وہ جاں سے
وہ سختی جاتی رہی اور شان وہ نہ رہی
یہ کون جانے بلا تجھ پہ اور لاتا ہے

نہ اس کی قوم سے بھی اور نہ اس کی بیٹوں سے
مدد ہے جب کہ خدا مجھ کو اون سے کس ہے

تجھے ستانے پہ مائل او نہیں کرائے گا
کہ جس سے ہو میری خطا کا ظہور

نہ ہو ہزدلی تاکہ اس کی عیان
مگر ہزدلی سے نہ وہ لڑ سکا ۱۱

مصیبت میں کیا اور لائین گے وہ
زیادہ نہ کر سکتا ہوں بالیقین

بہت دامنوں کا کام کرتا ہوں میں
نہیں آرزو اون کی اس سے زیاد

مگر میں سمجھتا ہوں اس میں بھلا
مگر آخری ہے یہ خواہش مری

ہو کام اون کا اور میرا یا ہم تمام
ہے کرتا دور خدا اون پہ جو ہوں جو رہم

کرے وہ دور جو ہو ہوں ونہ جو رجفا
رہائی دے کے کرے اہل دین کو وہ سرو

کرے وہ نیست مٹائے جہان سے اون کا نام
عدو جو حق کے ہوں کرتا ہوا ونکی حالت زار

وہ کرتا حوصلے اعدا کے سارے یکے مپست
کہ تمام دہرین باقی نہیں رہا اصل کا

۱۱ اسموئیل -
۱۱ باب

مقدسین کو ہے صبر سے ظفر مندی
وہ ظلم و جور پہ اعدا کے ہوتے ہیں لب
تو پہلوان تھا اب صبر سے مگرے کام
تو صبر سے ہی فقط کامیاب ہوگا ضرور
یہ عید کا بھی جو دن تھا تجھے ہوا آفت
خیال تیرے ہر اک وقت کام کرتے رہی
دکھائی دیتی ہے طاہرین اب مصیبت اور
عصائے کوئی آتا ہے یا نہ یہ افسر اور
وہ عام میں سے نہیں بلکہ خاص افسر ہے
وہ چلے تجھ کو تباہے گا جو کہ کرتا ہو

عبرانیوں - بتاؤ کہ سمون ہے یاں
کہاں -

اجاب
ہتھکڑی پہنے ہوئے بیٹھا ہے وان
پر تو دیکھو -

افسر
وجون کی حمد سرائی میں ہوگا جلسہ عام

سب جلسہ و ہجوم کا اور کھیل اور تماشہ ہیں
کہ آج دھوم سے قربانیاں کرینگے ہم
دکھائیں گے وہاں کل پہلوان بھی تہ سب
ہیں دید کے تری مشتاق و اپنے خاص و عام
تو ساتھ میں مرے وان چل تو تازہ دم ہو
دکھا تو زور کا اپنے کرشمہ اب اک بار

شمون
عبرانی قوم سے ہوں تو جانتا ہوں مجھ کو
جائز نہیں ہے جانا جلسہ میں تیرے مجھ کو

ہے صبر چیز وہ جس سے ہمیشہ حق راضی
خدا کی رحمتوں کے واقعی وہ ہیں طالب
کہ آنکھیں جاتی رہیں جن سے تو ہونا کام
کرے گا تیری مصیبت کو تیرا خالق دور
کہ تیرے دل نے نہیں لینی دی تیرا حشر
تجھے ستاتے رہے اور دیا نہ ہیں تجھے
یقین جان کہ تیرے لئے ہر آفت اور
میں دیکھ کر کے اوسے جب کہ کرتا اوس کی غول
یقین جان کہ حرافہ سے وہ برتر ہے
خدا کے حفظ میں اس وقت چھوڑے تجھ کو

ہمارے قبطیوں کا تیرے لئے ہے یہ پیغام
ہر ایک قسم کے باجے ہیں اور دماغ ہیں
کھلاتے اور ون کو اور کھاتے بھی ہینگے ہم
نایاب ہونگے حقیقت میں کار ہا عجیب
نہیں ہر شک کہ تھے حیرت فزا تر و کل کام
لباس فاخرہ جو چاہے زیب تن کر سب
کہ تیری مدح کریں سارے یار اور اغیار
حکم خدا کا بندہ تو مانتا ہے مجھ کو
پیغام میرا کہ یہ لازم یہ ہی ہے تجھ کو

تسلی بخش نہ سمجھیں گے تیرا

یہ وہ جواب -

افسر

شمسوں طرح طرح کے تماشے ہیں اونکے پاس
مداری بھی ہیں ہاں بھانڈوان اور نقال
گتھک بہت ہیں ہاں اور ناچنے والے
سوار وان ہیں جو دوڑانے میں بہت شاطر
بنیٹی والے پھری گتھک والے بازیگر
دکھانے والے ہیں شمشیر کے ہنردان پر
میں بیڑیوں کی بھی جگڑا ہوں اور تانیا
سیبہ مجھ کو ستائے گا اور دھونڈھتی ہیں
معاف رکھ نہیں جاؤں گا وان یہ ہیں ہرگز

سمجھ لے اس کو کہ میں سے خفا

وہ ہوں گے سب -

افسر

شمسوں مجھ کو خیال اپنا ہے اپنی تمیز کا
مجھ کو سمجھتے ہیں وہ کہینہ بھی استقدر
ہو شک نہیں کہ اونکا میں قیدی ہو یا غلام
جلاہ میں اون کے دیوتا کے کیسے میں چلون
میرے لئے یہ موت کی بدتر ہو بالیقین

افسر جلد جانا مجھے یاں سے ہے ضرور

کیا ارادہ ترا یہ ہی ہے اب

شمسوں یہ ہی ارادہ مرا ہے خبر تو دے

او نہیں جلد -

افسر افسوس تیری ضد کا نتیجہ نہیں اچھا

ہمارے ملک میں ہرگز نہیں جن کا جواب
وہاں پہنٹ ہیں کہ جنکی قلابچام جال
وہ سانگ بھرتے ہیں ہر طرح کے بہت پیار
ہیں وان یہ وہ جو کہ کشتی کے فن میں ہر
ہیں وان یہ اور دکھاتے ہیں اپنا پھر ہنر
ہر اک فن کے ہیں استاد وان یہ بے برتر
بلا تے مجھ کو تماشہ بنوں میں وان سب کا
ذلیل کرنے کا بھی اور طور دھونڈھتے ہیں
نہ مکمل کوئی دکھاؤں گا وان یہ ہیں ہرگز

جس سے رہی سلامتی دل میں مر سدا
اس حال میں میں اپنی دکھاؤں جان
پر اس کی میری اب تو حیثیت کی سخت دور
اورون کے ساتھ کس طرح عزت میں اسکو ہوں
ممکن نہیں کہ جا کے ہوں اس طرح میں

ویر ہوگی تو مرا ہو گا قصور

یاں یہ کیوں ٹھرون جلد جاؤں تب

شمون کسی سبب سے تجھے افسوس کرنا
ہو شاید۔

اجباب حد ملک اب پہنچ گئی ہے بات
یہ گیا ہے نہ آگ بھڑکائے
تیری باتوں میں وہ ملائے جھوٹ
سخت پیغام آنے والا ہے

شمون پہلی قوت مجھ میں پھر اسے دوستواری ہوا
کار بد میں کام میں کیوں لاؤں اس کو دوستو
پاک چیزیں کیا بتوں کے سامنے گزراؤں میں
کیوں میں جاؤں اس جگہ میں تفرق ہو جائے
کام یہ ناپاک ہوا اور کفر کا ہے بالیقین
ہے نذیروں کے نہ لائق کام یہ تو بالیقین

اجباب خدمت فلسطیوں کی کرتا ہے تو ضرور

شمون بت پرستی کے تعلق میں نہ خدمت ہر مری
آؤں کے قابو میں جو خدمت ہو نہ دولت ہری

اجباب دل سے جب کام نہیں ہو گا
تو ناپاک نہیں۔

شمون جبر سے کام جہاں ان خطا داری ہے

میری حالت میں کسی طرح کا پر جبر نہیں
حکم دتے ہیں مگر جبر نہیں کرتے، میں
جاؤں میں وہاں یہ نہیں جان مرا ہی کرم
گر خوشی میں وہاں جاؤں گنہ گار میں ہوں
خوف انسان کا کہوں حکم خدا کو تو رو

ترے سر پر نہ آئیں اور آفات
اون کو تجھ پر نہ غصہ میں لائے
یرا دشمن او نہیں بنائے جھوٹ
دشمن جان ترا زمانہ ہے
شکر اور تحید حق پھول میں ہلائی ہوا
ہر یہ لازم جاؤں اس جلسہ میں یہ مجھ کو
کیوں کروں کچھ ایسا جسے اور آفت لاؤں میں
اور دجوان کو جا کے عزت دون یہ ہر لازم میں
تفرق ہوا اور کہیں جس سے میں ہونگا امین
عہد کے اپنے مخالف میں کروں گا کچھ نہیں
اس میں نہیں سمجھتا ہر ہر گرتو کچھ قصو
دوستوں روزی کے خاطر ہی محنت ہری
روزی محنت سے کانا ہی تو عزت ہے مری

جبر سے کام جو ہوا اس میں تو ناچاری ہے
کوئی مجبور نہیں کرتا ہر ہر دل کو یقین
جبر کرنا نہیں اچھا یہ یقین کرتے ہیں
جا کے بت خانہ میں کس اسطے میں ہو بنام
یہ نہ مجبوری کا ہے کام خطا کار میں ہوں
اس طرح سے انھیں سردار جو ہوں خوش میں ہوں

مجھ کو بخشے کا نہیں میرا خدا بے غشور
ہر یہ ممکن کہ کسی خاص غرض سے ہم کو
جائیں اور پھر بھی خدا سمجھے ہمیں تقصیر

اجاب
شمون

نہیں سمجھتے کہ معذور کیسے ہو گا
عجب باتیں مرے دل میں اب تو آتی ہیں
میں جاؤں وہاں پر مراد دل مجھے یہ کتنا ہے
عجیب کارِ نمایان خدا کر آئے گا
یہ کون جانے مرا آخری یہ دن ہو گا
کروں گا وہاں نہ کوئی بات جو ہو دینِ خدا کے

اجاب
افسر

وقت پر تو نے ارادہ کیا افسر آتا
اپنے سرداروں کا پیغام میں پھر لایا ہوتا
تو تو قیدی بھی ہمارا ہے تو ہے اور غلام
حکم دیتے ہیں تو تفریق میں تو کیوں کہتا ہے
تجھ کو لے جائیں گے جس طرح سے ہم چاہیں گے
کوہ بھی تو ہو تو لے جائیں گے ہم پاسروں

شمون

مجھ کو لے جانا یہاں سے نہیں ہو گا آسان
فوقیت تم کو بہت باتوں میں حاصل ہے
جب کہ لے جانا ہے عزت سے میں جاتا ہوں اب
حکم آقا کا سامانے یہ لازم ہے غلام
یقین جان کروں گا نہ جو مذہبِ خلافت
تو نے جو قصد کیا ہے وہ یقیناً رہ چکا
تو سلاسل کو اتار اور ہو آزاد ابھی
تیرے اس کام سے ہمارے بھی خوش ہو گے

افسر

لغنتی ہونگا بنون گا میں نہایت مقہور
وے اجازت کہ جہان بت کی پرش بھی ہو
عفو کر دے ہمیں اور کوئی نہیں تو تغیر

امیدیں اچھی مرے دل میں اب تو لاتی ہیں
وہاں کے جانے سے اب فائدہ بھی میرا ہے
میں اور زور مرا کام آج آئے گا
مگر نہیں ہر کسی بات کا مجھے کھٹکا
رہیں گے مجھ میں وہاں بھی نذیر کے اوصاف

تجھ سے یہ بات میں کہنے کے لڑ آیا ہوں
چکی تو پیتا رہتا ہے یہاں صبح و شام
ہم سری کا بھی ہماری ہی تو دم بھرتا ہے
کام میں زور کو ہر طرح سے ہم لائیں گے
خاک میں جا کر گال جو کہ ہر غرہ تیرا ہے
تم میں سے بعضا وٹھا جائیں گے بیشک نقصا
مجھ پہ قابو تو ہر اک بات میں حاصل ہے
عذر اور حیلہ نہیں سامنے لاتا ہوں اب
اس کے بے مانے نہیں چلتا ہے دنیا میں کام
مجھ کو امید وہ ان باتوں سے رکھیں گے مٹا
جس کو سن کر کے ہوا اب بھی دل خوش تھا
غم سے آزاد ہو ہر طرح سے ہوشاوار بھی
ہے یہ ممکن کہ ترا بخش دین لے سروہ قصور

تجھ کو آزاد کریں تجھ کو کریں خورم و شاد

شمون الوداع اے دوستو جاتا ہوں اب

ہے نہیں چھٹھن لے جاؤں میں

دوستوں کے ساتھ میں آیا ہوں یان

ہوں گے تم کو دیکھ کے ناخوش تمام

غصہ میں بھر جائیں اور کہنے لگیں

لوگ تیو ہارون میں ہوتے بے لگام

اپنے پہ قابو وہ کچھ رکھتے نہیں

نشہ میں مخور اون کے قطب بھی

نشہ میں سردار فرعون بنتے ہیں

اور پوجاری جوش مذہب سے ہست

ایسی حالت میں وہ دکھلاتے ہیں جوش

پر یقین رکھو نہ ایسا کام کچھ

قوم و مذہب جس سے ہو بدنام بھی

ہے یہ ممکن تجھ کو دیکھو گے نہیں

اجاب جاتو اور قدوس اسرائیل اب

رہنما تیرا مدد تیرا وہ ہو

تجھ سے ظاہر ہو جلالِ کبریا

وہ فرشتہ یان پہ پہلے آیا جو

اور دھوئیں کے ساتھ جو غائب ہوا

آتش ہو واسطے تیرے سپر

روح قوت تجھ میں جو تھی آئے وہ

جس کے تو اعدا پہ غالب ہوتا تھا

تاکہ اس طرح سے آئندہ نہ ہو تو برباد

خوف دل میں کچھ نہیں لاتا ہوں اب

کس لئے اس بات کو دکھلاؤں میں

میں مدد کے واسطے لایا ہوں یان

ہے یہ ممکن دیکھ کر مجھ کو غوا م

ہے یہ دشمن اس سے جو چاہیں کریں

وہ جہالت کے سراسر کرتے کام

بنتے حیوان سے بدتر بالیقین

جب کہ ہوتے بنتے ہیں شیطان بھی

یہ سب وہ عاجزون پرستے ہیں

ہر طرح سے آج وہ ہیں حیرہ دست

ہر گھڑی وہ کام میں لاتے ہیں جوش

میں کروں گا جس سے ہوں بدنام کچھ

کام ہو جس سے ہو میرا نام بھی

میں نہ پھر آؤں گا دل کو ہے یقین

ہے جو قادر اوس کی ہر دنیا سب

دور رکھے تجھ سے وہ ہر خطرہ کو

غیر امت بھی گریں حمید خدا

تیری پیدائش کی خبریں لایا جو

دیکھ کر جس کو منو جا بھی ڈرا

دور رکھے تجھ سے وہ خوف و خطر

وہ ہی قوت باری و گیرائے وہ

جنگ کا کوئی نہ طالب ہوتا تھا

مثل تیرے تھی نہ قوت و ہر مین
ہے منو حار ہا جلدی سے اب
جلدی آتا ہے مثال تو جواں
ہے گماں اوس کا کہ یاں پر ہو گا وہ
غالباً لاتا ہے کچھ اچھی خبر

مرے بھائیوں کرتا ہوں مین سلام
نہ امید تھی بیٹے کو دیکھوں مین
کہ وہ جلسہ عام مین ہے گیا
کہ تا جلسہ مین وہ تماشہ کرے
ہے ان باتوں کا چر جا کل شہر مین
وہاں دیکھوں اوس کو مناسب تھا
جسے دیکھنا سمجھوں بہتر نہیں
مین دیتا خبر تم کو تاشاد ہو
ہے امید آزادی اوس کی مجھے
مفصل بیان کیجئے اے جناب
رہائی کی ہے کون امید اب

جس طرح مجھ سے بنائیں کی کوشش کیا
جتنے سردار فلسطی مین اون سب سزا
اون کی منت بھی کی اور سامنے اون کو رویا
چھوڑ دین بیٹے کو لے کر کے وہ فدیہ
کیون کہ مغرور تھے حد درجہ شقی تھے الحق
میری باتوں کو حقارت سے وہ سب سنتے تھے
چلتے تھے کہ مرا بیٹا سدا دکھ مین رہے

یاد تیرے کار قوت مین ہمیں
کیا خبر وہ لار ہا جلدی سے اب
خوش نہایت ہو وہ اس دم بے گماں
دل کا ہے آرام اب بھی اوس کا وہ
جس سے خوش اوس کا ہر بات و حکم

بہ ظاہر نہ تھا آنے کا کوئی کام
کہ اس بات سے خوف واقف ہو مین
تہاں جاتا ہے آج مجمع برطانیہ
سنائی دین یہ باتیں آتے مجھے
نہیں شک کہ از حد خوشی ہو اٹھیں
کوئی کام سرزد ہو اس طرح کا
وہ اس وقت مجبور ہے بالیقین
خوشی تم مرے ساتھ میں اب کرو
وہ اسے کاش پوری ہو ہر طرح
بتا دیجئے آپ ہم کو شتاب
ہمارا ہو دل شاد جس کے سبب

تا کسی طرح سے تسکین مرے دل کو ہو
راستہ مین بھی ملا اون کے مین گھر بھی گیا
غم اولاد کا اظہار ہر اک طرح کیا
سخت دل جو تھے لگے کرنے قضیہ مجھ سے
باتیں یقین کینہ کی جن سے کہ کچھ بھی شق
اور بے ددی سے انکار وہ کرتے مجھ سے
ایک دم بھی نہیں وہ دہر مین کچھ سکھ مین ہی

کا ہون کے یہ ہی بند رہتے دجون کہ تھو
 دوسرے وہ تھو جو طالب تھو زرویم کے بھی
 ملک کو قوم کو اور دین کو زر کی خاطر
 تیسرے ایسے تھے جن کے تھے شریفانہ خیال
 انتقام اوس گیا جتنا سمجھتے کافی
 کیونکہ دشمن کو کیا ایسا نہ ڈراوس رہا
 تھوڑے زور سے یہ اب چھوڑنے کو راضی تھو
 شور ہے کیا فلک جس سے پھٹا جاتا ہے
 چلا رہے ہیں لوگ سب اب یکہ کرشمہ کو
 اندھا ہونا چاہے پہلے وہ ڈراون کا تھا
 جس کے باعث نعرہ تحسین کا اب ہر زور شور
 میراث میری کل بھی جائے تو جائے کیا
 بیٹے کو پاؤں اپنے خواہش ہی ہو لگی
 غربت میں ساتھ اوس کے رہنا پسند مجھ کو
 یہ چاہتا نہیں میں وہ قید میں رہنا
 آج جمع کیا کرتے ہیں فرزندوں کی خاطر
 سب خرچ کئے دیتا ہے فرزند کی خاطر
 فرزند کیا کرتے بڑھا پہ میں میں خد
 فرزند کی خدمت کو بھی تیار ہے اب تو
 اندھا ہے اسی وجہ سے ناچار ہے اب
 اندھے میں اس کی خدمت میں ہو گا دوستو
 فخر میرا دیکھ کر اوس کو بڑھو گا بالضرور
 آگے ہیں بڑھ کے کیسے اوس کے کندھوں تک

اجاب

منوعہ

اجاب

منوعہ

تھے شقاوت کے ہر اک طرح خیالات تمام
 بے دئے کام نکلتا نہیں ہر اون کے کبھی
 بچنے کو وہ تھے تیار و ہر دم حاضر
 جو نہیں چاہتے شمسوں کو کرین دریا مال
 اب ہوس ل میں نہیں اون کے تھی اور کچھ باقی
 اوس کے کرنے سے رہا تھا نہیں نقصان ذرا
 اور ہمدردی کا اظہار وہ کرتے مجھ سے
 دیکھئے کون سا اب چرخ ستم ڈھاتا ہے
 دیکھتے ہیں قید میں اب بے خطر شمسوں کو
 یا کوئی اور کار قوت اوس کے اب ہر زور
 میرے ہی بیٹے کی خاطر آج سب زور شور
 ہر طرح دوستو ہے میرے لئے یہ بہتر
 اسکے سواے کوئی حسرت نہیں ہر میری
 ناداری کی مصیبت سہنا پسند مجھ کو
 دکھ درد اور مصیبت اعدا سہوہ سہوہ
 سب کرتے کفایت میں ہیں لبند کی خاطر
 سمنے کو غریبی تو ہے و لبند کی خاطر
 طاہر وہ اسی سے ہیں کیا کرتے محبت
 کوئی نہیں غم خوار ہے غم خوار ہر اب تو
 اور ون کے لئے دیکھئے آزار ہر اب
 اور ہر دم پاس و کے میں ہو گا دوستو
 کام اوس کے ایسے تھے مشہور و نزدیک
 اور شاندار میں ہر وہ واقعی مثل ملک

اون کے باعث نہ در بھی لے سکا ہوش سپاہ
بال و سکہ میں کہ اوس کے واسطے میں ایک سپاہ
زور ہی جب سے دیا بینائی حق دیکھا اوسے
یون نہیں بیکار گھر پر رہی دیکھا اب دوسرے

نہیں تیری باطل خوشی اسے جناب
ترے بعد ہم کو خوشی ہے ضرور
برائین تری ساری امیدیں اب
تمھاری دوستی کا میں ہوں قائل
سنو یہ شور کیا درد انگیز
نہایت دردناک آوازیں آئیں
ستم اسے ہے! ستم کیا ہو رہا ہے

یہ نہیں شور ہے پر نالہ و فریاد یہ
کون جانے کہ کوئی بستی ہوئی ہو ویران
قتل ہے خون ہے اور سخت ہلاکت ہو رہی

تباہی تھی اوس شور سے آشکار

کسین بیٹھے کو مار ڈالا نہ ہو
قتل اون کو کر رہا ہے تیرا بیٹا بائقین

کیا دردناک حادثہ سرزد ہوا ہے اب

ٹھہرنا یہاں تو مناسب ہے اب

فلسطی وہاں ہو رہے ہیں ہلاک

وہ مردوں کی لاشوں پر چرائیاں

خدا کے کرم کو نہیں لگتی دیر

ہے ممکن کہ بینائی کی ہو عطا

ہے وہ اندھا ورنہ کر سکتا نہیں کوئی تباہ
جس طرح سے لشکر ی ہوں خمیہ ن نزدیک شاہ
اور اپنے واسطے خدمت میں حق لگا اوسے
زور پہلا سا خدا نے دے دیا ہے جب دوسرے

اوسے اب ہو حاصل رہائی شباب

بکالی سے ہو گا ہراک کو سرور

میں امید سے تری اب شاد ب

تمھاری باتوں سے خوش ہو مراد

بکاؤ نالہ کی فریاد ہے تیرے

خبر اندوہ و غم کی وہ ہیں لائیں

نہیں شور ایسا پہلے یاں ہوا ہے

یہ ستم ہے کوئی یا قہر ہے بیداد یہ

شور و غل جو کہ یہ ہم شن کے ہوئی ہیں حیران

سخت ہے دردی و بے رحمی کی آفت گردان

وہی شور پھر سنتا ہوں یار یار

کروں ہاے کیا دوستو اب کہو

شور ایک مقتول کا ہوتا نہیں تباہین

ٹھہرین یہاں کہ دیکھیں کہ ہر کون غضب

پڑین جا کے خطرہ میں کیوں بے سبب

اسی وجہ ہے شور اند و سناک

ہے تائید حق ساتھ میں بے گمان

بناتا ہے وہ نالہ تو ان کو دلیر

اوسے اور بھی زور حق نے دیا

وہ کرتا ہے اعدا کو یکسر ہلاک
ایسا خیال کرنا خیال محال ہے
حق نے کئے وہ کام کہ جن کا
یقین محال۔

منوہ
اجاب

ویسے ہی کام اوس کے لئے
ہیں نہیں محال۔

قادر مطلق ہو کر سکتا وہ سب کچھ یقین
شک پر غالب ہوتی جاتی ہوا میل کشا

منوہ

جلد آئے گی خبر چاہے بری ہو یا بھلی
جو کہ خبریں اچھی ہوں وہ پھیلتی ہیں تیر
آ رہا ہو دیکھے تیری سواک عبری جوان

اجاب

ہائے میں جاؤں کمان از حد غم از حد غضب
باجرا جو کچھ ہوا وہ سائے آنکھوں کے ہر
دل سے جاتا ہی نہیں ان کی ہر اک شے کا خیال

خبر لانے والا

رہبری حق کی یقیناً دان سے لے آئی بیان

تم بھی ہو اہل وطن یاں پر ماول شاد ہر

شور و غل تھا بے طرح آوازیں بھی درناک

منوہ

ہر ضرورت کچھ نہیں تمہید کی کرتو بیان

میں بتاؤں گا مگر دم لینے دی امیر بان

خبر لانے والا

محملاً کر تو بیان چھوڑ دے

منوہ

تفصیل کو اب

اہل غارہ ہوئے ہلاک اب سب

خبر لانے والا

دفعہ ہو گئے ہلاک و تباہ

بیان ٹھہرنے سے کچھ نہیں یا نہ پاک

پر یہ شک ہے نام ایسے وہ کر گیا انہیں
ٹھہرنے تھوڑی دیر اب یاں سب کھل چکا

پھیلتی ہیں جلد وہ خبریں جو ہوا از حد بری

اور اس سے ہوتی ہوا از حد پریشانی ہمیں

ہر ہماری فرقہ کا ہے شکل سوا سکی عیان

چین میں پاؤں کمان از حد غم از حد غضب

گو بیان ہوں سائے دان کی ہیاں ایک شہر

ہو نہیں کچھ بھی مصیبت پر ہے آتا خیال

ہر منوہ یاں پہ مجھ کو اس لئے لائی بیان

ہے یہ ہی کتنا کہ غارہ سرسبز بر باد ہے

ایسا لگتا تھا کہ اک عالم ہوا جاتا ہلاک

ہیں نہایت سننے کے مشتاق ہم سب لگان

سانس پھولی ہے ہر جگر سر کو میرے لگان

جس کے باعث ہے سب کو رنج و تعب

شہر باقی رہا ہے سنان آہ

افسوس تو ہے پر نہیں افسوس نہایت
دل کو خوش اس خیال سے کہ اب

بخشنے کی ہمیں فائدہ دشمن کی ہلاکت
رنج اور باتیں لائیں کیا ہے عجب

بیان کر ہلاکت ہوئی

کس سے اون کی

شمنوں اون کی ساری

ہلاکت کا سبب ہے

سن کر خوشی سے رنج

بدل میرا اب گیا۔

خبر غم نہ چاہتا دون جلد

مجھ کو ترے بڑھاپے کا ہے خیال

پوری خبر نہ دے ہر دل کو بے قراری

سب سے بری خبر یہ شمنوں

مر گیا ہے۔

بے گمان یہ خبر بری ہے ضرور

واسطے کس کے فدیہ دون گا اب

مخلصی کس کی میں کراؤں گا

اوس کو اب موت نے کیا آزاد

گل امید اب گیا مر محسا

یہ ہی انسان کی ہے خوشی کا حال

پیشتر اس کے رنج و غم میں کروں

کام عجلت سے کس لئے لون حلد

غم نہ دل کو کرے ترے پامال

تاخیر سے ہر دل کو تکلیف میری بھاری

ساری امیدیں ہو گئیں کا فور

دور کس کے لئے کروں گا اب

گھر میں کس کو میں ساتھ لاؤں گا

آج اپنے خیال میں تھا شاد

اوس پہ بے وقت پڑ گیا پالائے

بے خوشی اوس کی مثل خواب و خیال

چاہتا ہوں کہ تجھ سے جلد سکون

مرا لخت جگر مرا فرزند
تو بتا اوس کا اب تھا کیا باعث
باعثِ فخر کام کرتے ہیں
زندگی کے سبھوں کو لائے تھے
داغِ مرگِ پسر کا مجھ کو دیا

وہ کیا تھا کیا اس لئے مر گیا

اب مفصل تو بتا جو کہ خبر ہو تجھ کو
کون سا جبر تھا جس واسطے اوس نے کیا
کیا کام جرات کا یہ یک بہ یک
ہزاروں زن و مرد تھے لاکھام
ہلاک اپنے کو اور اون کو کیا
اعدا کے ساتھ اپنا کیا کام بھی تمام
بہتر یہ ہو گا حال بتا دے اگر کبھی
تو سلسلہ سے ہم کو بتا بات بابت
ہو جب کہ خورشید جلوہ کنان
اوس سے وہ کل شہر تب گونج اٹھا
کہ ہونے کو تھی وان یہ بے خدوشی
یہ کہتے سنا لوگون کو وان تمام
کیا جس نے تھا ہکو بس تلخ کام

کس طرح سے موامرا دل بند
کبھی ہے موت شرم کا باعث
کبھی عزت سے لوگ مرتے ہیں
جب کے سب اوس نے مار ڈالے تھے
کس نے اوس پہلوان کو قتل کیا
دشمنوں نے نہیں کیا اوسے
قتل۔

منوہ بتا کس طرح قتل وہ اب ہوا
خبر لانے والا اپنے ہی ہاتھوں قتل ہوا
اب وہ پہلوان۔

منوہ خود کشی کا تھا سبب کیا یہ بتا دے مجھ کو
کیونکہ مخالف ہوا اپنا وہ میانِ اعدا
خبر لانے والا سبب تھا ضروری نہیں اس میں نیک
عمارت کہ جس میں تھا اک ارڈوہام
اوسے زور سے منہدم کر دیا
منوہ اپنے خلاف ہو کے لیا تو نے انتقام
کافی ہے وہ جو تو نے ہمیں ہی خبر ابھی
گروہ ہے جبکہ وان یہ بیان پر تورہ عزیز

خبر لانے والا کسی کام سے صبح کو آیا وان
سنی میں نے شہنائیوں کی صدا
خبر عام جلسہ کی وہ دیتی تھی
بیشکل کیا ختم تھا ایسا کام
ہمارا عدو جس کا شمشیر ہے ندام

وہی اب ہر بے بس ہے اپنا غلام
 ہوں سب ناظرین دیکھ کر شاد کام
 تھا افسوس سن کر مجھے بالضرور
 ہے شمسون مقید مثال غلام
 یہ چاہا نہ موقع کو دون ہاتھ سے
 وہاں پر ٹھیسٹر تھا از حد بڑا
 وہ تھا قوس کے مثل اور تھا بلند
 تھے سردار اور قطب اون کے سمی
 ٹھیسٹر کے آگے تھا میدان وسیع
 جو تختوں پہ بیٹھے تھے یا تھے کھڑے
 تعرض کسی کو نہ تھا اور خیال
 تھے خوش سب تھا اس وقت نصف النہار
 تھامے نوشی سے اون کو از حد سرور
 تماشوں میں اور کھیل میں اب لگے
 وہاں لائے شمسون کو با احتشام
 وہ وردی سجلی تھا پہنے ہوئے
 پیادے تھے ساتھ اس کے اسوار بھی
 فلاخن لئے اور نیزے لئے
 مزین تھے گھوڑے سجیلے جوان
 اسے دیکھ کر نعرہ زن سب ہوئے
 رہائی اور غنیمت اون کے دشمن کوئی
 پیٹے کان کے پر دے تھا اتنا شور
 تھا شمسون میں صبر اور جرأت نمود

دکھائے گا وہ کھیل اور ایسے کام
 وہاں جائین ہم چھوڑ کر اپنے کام
 ہے اعدا کو اس وقت از حد سرور
 خوشی سے حد وہیں بہت بے لگام
 میں کام اس کے دیکھوں میں دیکھوں اور
 بڑا تھا مکان دو سطوں پر کھڑا
 تھے اہل دول وہاں جو تھے ارجمند
 تھے وان جن کو اوزون پہ تھی تری
 عوام اس میں تھے اور شریف وضع
 کھڑے ہونے کو وان ملی جا مجھے
 رہا وان میں دیکھا کیا سارا حال
 خوشی سے ہر اک کا تھا دل پر بہار
 ہر اک دل کی کلفت تھی اس وقت دو
 ہر اک طرح بہلانے دل سب لگے
 تھے مشتاق اس کے خواص و عوام
 تھا ساتھ اس کے باج بھی بچتے ہوئے
 تھا ساتھ اس کے قادر کماندار بھی
 بہت پہلوان ساتھ تھے من چلے
 تھا شمسون روان مثل شیر زبانیان
 دجون کی وہ تعریف کرنے لگے
 دگر بار اون کو ہوئی خور می
 کیا دور و نزدیک دن سب کا شور
 تھا گردن کشی سے نہ کچھ اسکو سود

دکھانے لگا اپنے آپ کا زور
 گران چیزوں کو وہ اٹھاتا بہ زور
 تھا زور اوس کا ہاں تیریلے ہاں
 مقابل میں کوئی نہ آسکتا تھا
 تھا کرتب کے ساتھ اوس میں ہذا
 تھا اک لڑکا ساتھ اوس کے اوس کے لہا
 سہارا میں کچھ دیر تا اون کا لون
 ستونوں کے جب پاس وہ آگیا
 خدا یا دیگر بار پھر زور دے
 کہ لون اپنے اعدا سے میں انتقام
 ستونوں کو کہ کر جھکا یا بہ زور
 ہوا کا یا پانی کا ہو جیسے شور
 تھا شور ایسا ہی حب مکان وہ گرا
 تھے سردار و خاتون و سلا بھی
 کہ کل ملک کے وان نمایندے تھے
 کہ تھا جلسہ عام اور عید بھی
 عمارت کے نیچے ہوئے سب ہلاک
 عوام اوس کے باہر تھے وہ کچھ بھر
 سخت نقصان اپنا کر لیا ہوا انتقام
 کام جس کے واسطے دنیا میں تو پیدا ہوا
 بھی ضرورت ایسی ہی جس کی خاطر کو بلا
 جیتے دم اتنے نہیں ترے کئی اعدا ہلاک
 تو مظہر موت سے اعدا پہ اپنے ہو گیا

اجاب

حقیقت میں تھے سب عجب کا زور
 کبھی توڑتا اور گراتا بہ زور
 تھے خوش دیکھ کر جس کی سیر و جوان
 نہ زور ایسا کوئی دکھا سکتا تھا
 غرض تھا ہر اک بات میں اپنی طاق
 ستون جو میں پاس وں کے مجھ کو جا
 میں اعضا کو اس طرح آرام دون
 ادھین ہاتھوں میں کے کمنے لگا
 دے اعدا پہ اس وقت غلبہ مجھے
 جلائی ہو جس سے تر اپاک نام
 یکا یک ہوا اس قدر واپہ شور
 دکھائیں وہ جو وقت کل اپنا زور
 نہ جس کو ہلا سکتا تھا زلزلہ
 تھے خاصان کل ملک وان پر بھی
 شیر اور پنڈت بھی سب آئے تھے
 تھا دن ایسا حسین تھی از حد خوشی
 ہوئے ساتھ شمعوں کے سٹاک
 پریشان بھاگے وہ آخر ڈرے
 قابل تصیف دنیا میں رہی گا تیرا نام
 اوس کو جیتے اور مرتے تو نے غولی ہو گیا
 مرتے دم تو نے ہزاروں کا کیا تقسیم
 مرتے دم ای جگہ جتنے کے اعدا ہلاک
 جو عدو تھے تیرے اون کو ساتھ میں بھی

لغض از
اجتاب

مے بت پرستی سے مہمور تھے
تھے آسودہ وہ از کباب شراب
وہ کی وہ کرتے تھے حمد و ثنا
وہی جس کا سیلا ہے اقدس مقام
ہویدایہ دیوانگی حق نے کی
عجب ل میں خواہش ہویدا ہوئی
تبہ کن جو اون کا تھا اوس کو بلائیں
وہ کھیل اور تماشوں میں مشغول تھے
وہ اپنی ہلاکت کا باعث ہوئے
یہ ہی حال انساں کا ہے لا کلام
بتا ہی وہ اپنے پہ خود لاتا ہے
ہے تاریک عقل اوسکی اوسکا دماغ
وہ اندھا تھا دل و سکا پر نور تھا
وہ تھا مثل مردہ کے از حد ذلیل
ہوئی شعلہ زن آتش اندرون
ہو جون حملہ آور کوئی اثر دہا
کرے یا شکار اون کو اپنا عقاب
اسی طرح سے صیدا اون کو کیا
تھا حال اوس کا مانند قنص ضرور
اگرچہ وہ جل کر کے ہو جاتا خاک
اوسکی خاک سے پیدا ہوتا ہے وہ
وہ رہتا ہے پھر زندہ صد ہا برس
اگرچہ ہے شمسوں یہ ظاہر ہوا

چند اجباب

وہ صہبا کے نشہ سے مہمور تھے
تھے نخوت سر پر اون میں سبب و شتاب
اوسے جانتے برتر از کبیریا
وہین پاک جا میں ہوا اوس کا قیام
جو تھی عقل و دانش وہ رخصت ہوئی
(ہلاکت تھا انجام اور نیستی)
بلا اس طرح اپنے پہ جلد لائیں
دل اون کے بلند اور مجہول تھے
اوسے لائے اپنے پہ نادانی سے
(مہمور حق اور گنہ کا غلام)
سزا اس طرح اپنی وہ پاتا ہے
اسی وجہ کھوتا ہے اپنا فراغ
تو مند تھا گو کہ مجبور تھا
تن و توش تھا گرچہ مانند پیل
کیا حال اعدا کا یکسر زبورین
پر ندون میں محشر کرے وہ بپا
سراسر پر ندون کے حق میں عذاب
وہ ساتھ اون کے خود خاک بھی ہوا
جو رہتا عرب میں جو ہے یان سودو
نہیں ہوتا اوس کا مگر قصہ پاک
مواگرچہ تھا زندہ ہوتا ہے وہ
اوس کے ہے مانند شمسوں بس
وہ اس موت سے گویا زندہ ہوا

یہ وہ مسلم
کے پیشتر یہ
ہو دیوں
قبلہ تھا

وہ زندہ ہے جب زندہ ہو اور اس کا نام

منوہ

غمر و الم کا نہیں وقت اب ہا یارو

ضروری نہیں اوس کے لئے کرن ہم غم

یہ شمسوں دوستو آخر تلک ہا شمسوں

ہوئی ہے ختم دلیرانہ زندگی اوسکی

جو اعدا اوس کے تھے اب ان سے لیا بدلا

او نہیں رنج دیا سالوں ہ کریں ماتم

ہوئی ہے قوم ظفر مند سرفراز آزاد

فلسطیون کو ندامت ہو اور نقصان ہو

ے کام ہمت و مردانگی سے ساری قوم

ہے اب تو فخر مجھے خاندان کو میری

کہ جس کا دہرین آخر تلک ہے گاقیم

خوشی کی بات کہ اوس سے خدا جدا نہ ہوا

نہ کام قابل الزام اوس سے کتنا پیدا

ہوا ہے کام وہی جو کہ قابل تعریف

یہ موت ایسی کہ جس کے باعث دل خوش بھی

تہ دیر ہم کریں ابائین لاش غارہ سے

وہ لاش جو کہ ہے دشمن کے خون آلود

مین جا کے لاتا ہوں اہل برادری بیان

جہان ہو گھر مرا اور میری قبر گاہ جہان

نہ حال ایسا عذ کا کہ ہم کو روکیں وہ

جہان وہ دفن ہو ان مقبرہ بناؤں گا

ظفر کی یاد کی چیزیں ہاں یہ ہوں گی سب

رہیں گے سدا زندہ عالم میں کام

نہ کو ٹو چھاتی نہ ماتم بیا کرو یارو

نہیں ہے خوب کہ زار و قطار روین ہم

جو کام کرنے سکے اور کر گیا شمسوں

تھی موت میں بھی اسی جہ سے خوشی اوسکی

فلسطیون کو ہر اک جا پختہ جاں ہو گیا

خوشی سے بدلا ہو اوس نے ہمارا سار غم

مگر نہ وقت کو یہ قوم اب کرے برباد

ہر اک عدو جو ہمارا ہے اب پشیاں ہو

او ٹھائے تاکہ نہ ذلت کبھی ہماری قوم

کمالی ایسی ہے شہرت ہماری شمسوں

رہے گا سارے دیسرون میں و سکا فضل

مدد کی موت تک اور فضل اپنا اوٹن کیا

نہ کام قابل نفرت کوئی ہوا اوس کا

یہ موت اوس کی حقیقت میں بل تو

مگر اسے دستو اب یہ صلاح ہے میری

درست قاعدہ سے ہم کریں گے دفن وری

اب ایسا دھوئین نام و نشان رہے خون کا

او ٹھاکے جلد وہ بے جائین یاں لاشوں کا

کروں گا ساتھ میں عزت کے اوسکو دفن ہاں

اور اوس کی لاش او ٹھائے میں ہم کو دین

وہاں درخت ہر اک طرح کے لگاؤں گا

لکھاؤں گا وہاں سب دس کے کار ہا عجیب

کھجور ہو گا وہاں تیج یا ت ہو گا وہاں
بیان نظم میں کل قوم اوس کا گائیگی
کرین گے آکے زیارت وہاں لیرجیا
کرین گی آکے زیارت زنانِ شہزہ
کہ اوس کا بیبی کی نسبت تھا انتخاب

یہ پیر اوس کی ظفر کا ہمیشہ دین گئے
اور اپنی قوم کا نامی اوس کا گائیگی
ہو پیدا دن میں دلیری بہادری یاں
کرین گی رنج کہ ابتر ہوا تھا حال
اسی سے حال ہوا اوس کا لا جواب برا

اجباب خدا کرتا ہے سب چھانچہ سے یہ ظاہر ہے
خدا کے کام پر ہم اپنی بے دینی ہو شکلاتے
خدا نے جو کیا تھا وہ ہمارے فائدہ کا تھا
وہ اپنے چہرہ کو گویا کبھی ہم سے چھپاتا ہے
مدد کی اوس نے شمسوں کی کہ تائید ظاہر
ہے غارہ رورہا اور کل مددگار اور مددگار
نیا یہ تجربہ حاصل ہوا ہم کو جو خام ہیں
رکھیں امید حق سوا اور بھروسہ ہم رکھیں اس پر

حکیم و قادر مطلق وہ ہر اور پاک طاہر ہے
مگر انجام جب ہوتا حقیقت ہم یہ ہی پاتے
مصیبت تھی کہ دکھ سکھ تھا ہماری واسطہ تھا
وہ تا اُمید میں فضل و کرم اپنا دکھاتا ہے
خدا آخر تلک تھا چاہتا اوس پر بندہ کو
مخالف حق کے جو ہیں اس طرح برباد ہوتے ہیں
خدا کے فضل سوا یاں میں جن اوس کے قائم ہیں
کرے گادہ خدا جو ہو ہمارے واسطہ بہتر

ہم اطمینان حاصل کر کے ہوتے یاں بخت ہیں
ہمارے واسطے شفقت خدا کی اور برکت ہیں

تمام شد

ریویو

فردوس گمشدہ

اس تمام کی ایک کتاب یہ طرزِ ثنوی مسٹر عیسیٰ چرن صدرا ڈیٹی انسپکٹر
مدارس ضلع لکھنؤ نے انگلستان کے مشہور و قانع نگار جان ملٹن کی مایہ ناز تصنیف
سیراڈ ایز لاسٹ کی مسلسل ثنویوں کا ترجمہ اردو زبان میں عام فہم عبارت کی
صورت میں جمع کر کے شایع فرمایا ہے۔ کتاب مذکور کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے اس سے
قبل بھی یہ کتاب شایع ہو چکی ہے۔ جو اپنی غیر معمولی مقبولیت کے باعث جلد سے جلد
پاکتوں ہاتھ تذرِ خریداران و شایقین ہو گئی۔ اس میں بنی نوع انسان کے مورثِ اعلیٰ حضرت
آدم علیٰ نبینا کے وہ واقعات دکھلائے گئے ہیں جو اوں کی تخلیق کے وقت سے آخر تک ہو
اور جن میں اوں کے مرتبہ و مدارج کا تذکرہ اور پھر شیطان ملعون کی شیطانت سے
اونکے گناہوں کا خمیازہ اونکو ملنا۔ جنت کا چھیں لیا جانا اور اونکا مضطرب و بیقرار
ہونا اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبردست شخصیت کی برکات و فتوحات کا
ظہور ہونا اور دنیاوی کفر و ضلالت کا یک قلم مٹ جانا۔ مسیحیت کی صداقت اور عیسائیت کی حقیقت
کا سچا قول و اقصای عالم میں کھنچ جانا یہ تمام واقعات نہ صرف دنیا سے مسیحیت ہی سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ
دیگر آسمانی مذہبوں کی حد تک تمام و کمال وابستہ ہیں۔ اس کتاب کو اگر دنیا کی سب سے پہلی اور سچی الہامی
تاریخ کہا جائے تو یقیناً صحیح ہوگا۔ معلوماتِ عامہ کے لیے نظیر مجموعہ اور ادبی لٹریچر کا ہمیشہ ذخیرہ جس سے کس کو
مختلف طور پر مستفید ہو سکتا ہو امید ہے کہ ناظرین مسٹر صدرا کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور اس ایڈیشن کو بھی جلد
جلد اپنی پیش نظر کر کے قابلِ مہرجم کے عزیز ترین اور نیک نام کارنامہ کی داد و تحسین فرمائیں۔ ۱۰ صفحہ تقطیع ۲۰۰ کاغذ
لکھائی چھپائی اور قیمت قابلِ اطمینان ہے۔ قیمت ہر مسٹر صدرا کے مذکورہ صدریتہ سے طلب کرنے پر مل سکتی ہے۔
سید محمد حسین افقر موہانی۔ کوکب ہند مطبوعہ ۲۹ اگست ۱۹۲۶ء

فردوسِ باز یافتہ

فردوسِ گم شدہ کے تسلسل میں یہ دوسری مثنوی ہے جس میں کھوئی ہوئی جنت کو پھر انسانی تصرف میں دے جانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس مثنوی کی بحر فردوسِ گم شدہ کی بحر سے بدلی ہوئی ہے۔ مگر اردو لٹریچر کے لحاظ سے یہ اس سے زیادہ فصاحت آمیز ہے۔ ہر دو نسخوں میں انسان اشرف المخلوقات کے قبضہ اقتدار اور اس کی فطرتی شخصیت کا خاکہ کھینچ کر اس کو اولاً جنت کا حقیقی باشندہ قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس کی خطا و نسیان کے موافقہ میں جنت کا چھین لیا جانا اور پھر ایک جلیل القدر نبی کے طفیل و برکات سے اس کو اس کے اصلی مرتبہ پر فائز المرام کیا جانا دنیا کی سب سے پہلی تاریخ ہے۔ جو نہ صرف مذہب عیسوی بلکہ اسلام کے مذہبی و الہامی واقعات سے بھی کم و بیش پوری مطابقت رکھتی ہے۔ ایک تو الہامی واقعہ دوسرے مسٹر صدّا کی نازک خیالی و محسوس آفرینی پھر مثنوی کی طرحداری۔ ان تمام خوبیوں نے اور بھی جلا دے کر ہر دو کتب کو غایت درجہ دلچسپ بنا دیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

فردوسِ باز یافتہ کی قیمت صرف ۸ رپی جلد ہے۔ جو اپنی تمام ظاہری و باطنی خوبیوں اور موجودہ حجم کے مقابلہ میں بالکل ہی کم ہے۔

جملہ درخواستیں مسٹر علیے چرن صدّا ڈپٹی انسپکٹر مدارس لکھنؤ کے پتہ سے ہونی چاہئیں۔

سید محمد حسین افقر موہانی واری

از ڈسٹرکٹ گزٹ گونڈہ

ریو ریو فردوس بازیافتہ

انگریزی کے شاعر عدیم المثال ملٹن کی معرکہ الآراثنوی پیراڈائزری گینڈ کا ترجمہ مصنف جناب مسٹر عیسیٰ چرن صد اڈبی اسپیکر مدارس لکھنؤ۔
 مسٹر صدانے کئی سال پہلے اس نامور شاعر کی ثنوی پیراڈائز لوسٹ، کا ترجمہ شائع کیا تھا۔ جو پسند کیا گیا۔ اور ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب انھوں نے ملٹن کی اس دوسری ثنوی کا ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے۔ اگرچہ اس میں مذہبی رنگ زیادہ ہے۔ اور خالص مسیحیت کے معتقدات سے کام لیا گیا ہے۔ مگر اپنی حیثیت سے ملٹن کا کلام ایسا نہیں کہ شعرو سخن کا ذوق رکھنے والے اس کی طرف سے بے وقافی کریں۔
 اسی طرح یہ ترجمہ بھی اس قابل ہے کہ ہر شخص اور ہر مذہب والے کی نظر سے گذرے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ ملٹن کہتا ہے کہ گم شدہ جنت صرف حضرت مسیح کی ذات بابرکات سے دوبارہ حاصل ہوئی۔ ابراہیم معتقد ہیں کہ تمامی انبیاء سلف نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و غیرہم اور سب سے زیادہ حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین سب کی تبلیغی کوششوں کو اس میں دخل تھا۔ بہر حال مسٹر صدانے کوشش ہر مذہب والے صاحب سخن کی نظر میں قابل داد ہے۔ لہذا ہم اس کو پبلک کے سامنے پیش کر کے امید کرتے ہیں کہ ملک قدر کریگا۔ یہ ثنوی ۲۰ + ۲۶ سائز کے ۸۲ صفحات اور ۳۸ اشعاروں میں ختم ہوئی ہے۔ اور چار حصوں میں منقسم ہے۔ نول کشور پریس لکھنؤ میں سفید کاغذ پر چھپی ہے۔ اور قیمت فی جلد ۸ خود مصنف یعنی مسٹر عیسیٰ چرن صد اڈبی اسپیکر مدارس لکھنؤ سے بہ راہ راست مراسلت کر کے منگوائی جاسکتی ہے۔



MOONIS BOOK DEPOT
BUDAUN. U. P. (INDIA).



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**

UNIVERSITY OF KASHMIR

**HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN**